احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیرالاشاعت میگزین
ماہنامہ
منہاج القرآن
لاہور
جنوری 2015ء

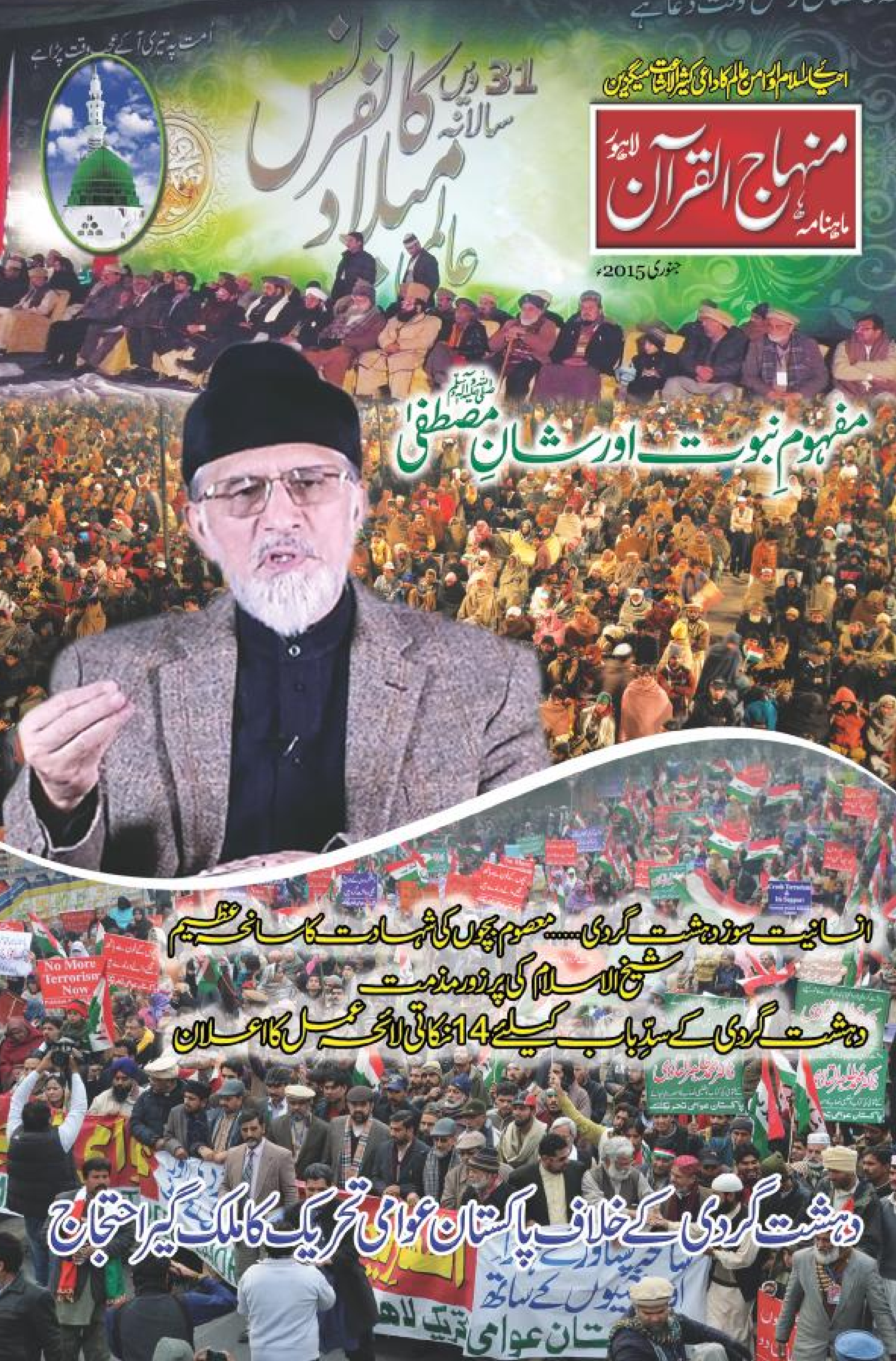

مفہومِ نبوت اور شانِ مصطفی ﷺ

انسانیت سوز دہشت گردی...... معصوم بچوں کی شہادت کا سانحۂ عظیم
شیخ الاسلام کی پر زور مذمت
دہشت گردی کے سدِ باب کیلئے 14 نکاتی لائحہ عمل کا اعلان

دہشت گردی کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کا ملک گیر احتجاج

31ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس 2015ء

سانحۂ پشاور: تحریک کے اعلیٰ سطحی وفد کا دورۂ پشاور

MWF کے زیراہتمام تھر (سندھ) میں امدادی سرگرمیاں

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

جلد 29 شمارہ 1 ربیع الاول/ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ جنوری 2015ء

www.facebook.com/minhajulquran

www.minhaj.info mqmujallah@gmail.com

حسن ترتیب

اداریہ۔ فتنے کی سرکوبی ہم سب کا جہاد ہے		4
(القرآن)۔ مفہوم نبوت اور شانِ مصطفیٰ ﷺ	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	6
(الفقہ)۔ آپ کے دینی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	16
مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور شانِ غوث الوریٰ	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	21
31ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس	رپورٹ	28
دہشت گردی کے خلاف شیخ الاسلام کا 14 نکاتی لائحہ عمل		34
انتخابات تحریک منہاج القرآن و جملہ فورم (ہدایات برائے تنظیمات وعہدیداران)		44
نعت گو شاعر محترم ریاض حسین چودھری کو خراج تحسین	شیخ عبدالعزیز دباغ	51
سانحہ ماڈل ٹاؤن: پارلیمنٹ ہاؤس لندن (برطانیہ) میں تقریب کا انعقاد		53
MWF کے زیر اہتمام تھر (سندھ) میں امدادی سرگرمیاں		55
PAT: پنجاب حکومت کی ایک سالہ ''کارکردگی'' پر وائٹ پیپر کا اجراء		56

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور
ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک، سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، قاضی فیض الاسلام، راضیہ نوید

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصر اللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
معاون طباعت: محمد زاہد
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

قیمت فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ زرتعاون: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

فون: UAN: 111-140-140 فیکس: 35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

سَراپا دعا ہوں

تری بارگہ میں سَراپا دعا ہوں
کرم ربِّ احمدؐ، کرم مانگتا ہوں
دُرُودوں کے تحفے، سلاموں کے ہدیے
بنامِ رسولِ خدا بھیجتا ہوں
میں اس سرفرازی پہ نازاں ہوں مولا
غلامِ محمدؐ ہوں، بندہ ترا ہوں
خدا ہے محمدؐ کا تُو میرے مالک
تجھے اس لئے میں خدا مانتا ہوں
جو بیگانہ کردے مجھے ماسِوا سے
ترے عِشق کا وہ نشہ چاہتا ہوں
بُلائیں گے آقا مجھے کب مدینے؟
میں صبح و مَسا بس یہی سوچتا ہوں
بچالے زمانے کے رنج و اَلم سے
پریشانیوں میں الٰہی گِھرا ہوں
طفیلِ محمدؐ مری آج سن لے
ترے در پہ بن کے بھکاری کھڑا ہوں
مُرادوں کی خیرات دے ہر کسی کو
دعا گو میں سب کے لئے اے خدا ہوں
مری لاج رکھنا دمِ حشر یارب
تصور سے دوزخ کے گھبرا رہا ہوں
سفینے میں بخشش کے مجھ کو بٹھالے
کہ میں قعرِ عصیاں میں ڈوبا ہوا ہوں
کرم مجھ پہ ہمدانؔی کتنا ہے رب کا
میں زیرِ لوائے شہہِ دوسرا ہوں

(انجینئر اشفاق حسین ہمدانی)

نعت بحضور سرورِ کونین ﷺ

شہرِ طیبہ میں مری خاک اڑا دی جائے
ایک مجرم ہوں، سرِ عام سزا دی جائے
جس میں شامل ہی نہیں خلدِ مدینہ کی شفق
ایسی تصویر فریموں سے ہٹادی جائے
یہ مدینے کے علاوہ بھی چھلک پڑتے ہیں
میرے ہر اشک پہ پابندی لگادی جائے
صرف میں نعت نگر کا ہوں مکیں، اس کے سوا
میری پہچان کی ہر شکل مٹادی جائے
یا ملے شہرِ خنک! تیرا اقامہ مجھ کو
یا مرے رستے کی دیوار گرادی جائے
ایک اک بستی خدا کی، مرے پیارے بچو!
نعت کے سرخ گلابوں سے سجادی جائے
ایک جگنو نہیں امید کے ساحل پہ، حضورؐ
ناخداؤں سے مری جان چھڑا دی جائے
میں نے بھی آپؐ کی چوکھٹ کو سلامی دی ہے
روزِ محشر مجھے اتنی سی، انا دی جائے
ایک مجہول سا، فالج زدہ انساں ہوں حضورؐ
مجھ کو بھی خواب میں ریشم کی ردا دی جائے
زخم ہی زخم میں چھوڑ آیا ہوں اپنے پیچھے
یارسول اللہ، مجھے خاکِ شفا دی جائے
یہ بھی اظہارِ تشکر کی ہی صورت ہے ریاضؔ
رونقِ لوح و قلم سب کو دکھا دی جائے

(ریاضؔ حسین چودھری)

فتنے کی سرکوبی ہم سب کا جہاد ہے

ہمارے داخلی مسائل اگرچہ بے شمار ہیں جن میں توانائی کا بحران ہے بے روزگاری ہے لاقانونیت ہے، جہالت وغربت ہے، صوبائیت اور قوم پرستوں کی مخالفت ہے مگر ان سب میں ''دہشت گردی'' بہت نمایاں اور خطرناک ہے۔ طالبان اس دہشت گردی کا بدترین مہرہ بن کر سامنے آچکے ہیں جس نے پاک آرمی سمیت پاکستان کے دیگر اداروں کے ساتھ کھلی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ اس جنگ کا بدترین منظر نامہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے بڑے بڑے مذہبی ''رہنما'' فکری انتشار کا شکار ہو چکے ہیں۔ ایک بڑا اور منظّم مذہبی طبقہ پاک آرمی کی طالبان مخالف کاروائیوں کو غلط سمجھ رہا ہے۔ نتیجتاً قاتلوں کو شہید اور شہیدوں کو قاتل ڈکلیئر کیا جا رہا ہے۔ ایسے میں سیاسی، حکومتی اور عسکری قیادت کی حکمت، تحمل اور دانشمندی کے امتحان قدم قدم پر ہوں گے۔ لہولہو جسد وطن کی صحت یابی ان کے فیصلوں سے مشروط ہوگی۔ انہیں اندرونی خلفشار اور بیرونی یلغار دونوں محاذوں پر لڑنا ہوگا۔

جس طریقے سے دہشت گردوں نے بے گناہ اور معصوم لوگوں کی جانیں لینے کا ایک طویل سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ ان کے جو مطالبات اور عزائم ہیں وہ بادی النظر میں تو ''اسلامی شریعت'' کی خوبصورت اصطلاح میں لپٹے ہوئے ہیں مگر ان کا ٹریک ریکارڈ اور ہونے والے نقصانات کی نوعیت بتا رہی ہے کہ ان لوگوں کے ارادے ہرگز درست نہیں۔ اگر وہ اسلام اور شریعت محمدی ﷺ کی بات کرتے ہیں تو کیا یہ شریعت عورتوں، بچوں اور معمولی نظریاتی اختلاف رکھنے والوں کو جینے کا حق دے رہی ہے؟ بچوں کے سکول، تجارتی مراکز، سیکیورٹی ادارے اور ہزاروں ہنستے بستے گھروں کی بربادی پر ان کے پاس کیا شرعی دلیل ہے؟ کیا جہاد صرف کلمہ گو مسلمانوں کو مارنے کا نام ہے؟ دہشت گرد اپنی کاروائیوں کو اسلام کے فلسفہ جہاد کا لبادہ پہناتے ہیں جبکہ جہاد تو انسانی معاشرے میں فتنہ انگیزی اور فساد کے دروازے بند کرنے کا نام ہے۔

مرض کو ابتداء میں نہ پکڑا جائے تو اس کے اثرات اسی طرح پورے جسم میں پھیل جاتے ہیں اور پھر جان بچانے کے لئے عمل جراحت ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس مہلک مرض میں مبتلا کرنے والی ملک دشمن قوتوں کو ضرب عضب پسند ہے اور نہ اس کے نتیجے میں قیام امن کی کاوشیں۔ سیاستدانوں کے برعکس یہ سہرا پاک آرمی کی موجودہ قیادت کے سر سجتا ہے جس نے شرح صدر کے ساتھ تخریب کاروں پر کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ یقیناً یہ قومی جنگ ہے جسمیں پاک فوج کے جسور وغیور نوجوان ایک طرف قربانیاں بھی پیش کررہے ہیں اور دوسری طرف لاکھوں متاثرین کی ضروریات زندگی کا خیال بھی رکھ رہے ہیں۔ بے تدبیر، ہوس پرست اور اقتدار پسند سیاستدانوں کے ہاتھوں زخم زخم وطن عزیز کا چپہ چپہ خون آلود ہے۔ کراچی سے لے کر بلوچستان کی وادیوں میں پھیلی بغاوت تک اور وزیرستان سے لے کر افغانستان اور بھارت کی سرحدی چوکیوں تک پاک فوج کے افسر اور جوان ہی سینہ سپر ہوکر تحفظ وطن کا فریضہ نبھا رہے ہیں۔

دہشت گردی سے ریاست شدید متاثر ہورہی ہے جبکہ حکومت ہمیشہ سیاست کرتی رہی ہے اور اب بھی سیاست کررہی ہے۔ مفاد پرستی اور اقتدار پرستی کی سیاست۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ ان واقعات کی عدالتی کاروائیاں ہوتی رہی ہیں، قصوروار لوگ میڈیا پر دکھائے بھی گئے مگر آج تک معلوم نہیں ہوسکا کہ انہیں کہاں رکھا ہوا ہے اور ہزاروں بے گناہوں کے قاتلوں کو کیفر کردار تک کیوں نہیں پہنچنے دیا جاتا۔ بلاشبہ اس قومی جرم میں عدلیہ بھی حکومت کا حصہ ہے۔ اب جبکہ فوجی عدالتوں کے قیام اور دہشت گردوں کو پھانسی دینے کا پاک فوج نے فیصلہ کیا اس پر بھی سیاسی اور نام نہاد مذہبی قیادت نے سب سے زیادہ چوں وچراں کیا۔

اس شدت پسندی اور ہلاکت کی ذمہ داری ان مذہبی قائدین اور مدرسین پر بھی عائد ہوتی ہے جنہوں نے کئی عشروں سے اپنی اپنی

دکانداریاں چمکانے اور اپنے اپنے گروہوں میں اضافہ کی غرض سے دوسروں کو اسلام سے نکال باہر کرنے کا دھندا شروع کیا ہوا ہے۔ اسلام کی خدمت اور وطن کی تعمیر میں اگرچہ بہت سے علماء پیش پیش رہے ہیں لیکن نادانی اور تعصب میں حد سے گزرنے والوں کی بھی کوئی کمی نہیں رہی اور یہ معاملہ کسی ایک مسلک تک محدود نہیں بلکہ سب لوگ ''آزادی'' سے پورا فائدہ اٹھا کر تکفیر سازی کے جھنڈے گاڑھتے رہے ہیں۔

ان حالات کی ذمہ داری حکومتی بیوروکریسی اور انتظامیہ بھی ہے جن کی ناک کے نیچے مسجدوں میں اسلحہ اور مدارس میں بارود کے ڈھیر لگتے رہے۔ جن کی نوازشات سے فضل اللہ اور منگل باغ جیسے عام اور نیم خواندہ لوگوں کو اسلحہ کے زور پر ایک بڑے علاقے میں سیاہ و سفید کا مالک بنایا گیا اور اب وہی لوگ طالبان سے مل کر اسی ریاست کے لئے خطرے کی علامت بن چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اچانک نہیں ہوا۔ ملک دشمن قوتیں بھی متحرک ہیں مگر ان قوتوں کو ہمارے اندر سے سپورٹ نہ ملے تو ان کی سازشیں خود دم توڑ دیتی ہیں۔ بیماری یہ ہے کہ نہ تو ان واقعات سے سبق سیکھ کر ہم قومی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور نہ ہم پوری دنیا سمیت اپنی عوام سے سچ بولنے کے لئے تیار ہیں۔ ایک طرف کراچی سے لے کر فاٹا اور اسلام آباد سے لے کر بلوچستان کی آخری سرحد تک اگر دہشت گرد آزادی کے ساتھ اپنی من مانی کارروائیاں کرکے ریاست کو کمزور بنانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور دوسری طرف اب سانحہ پشاور کے بعد ہماری حکومت کو ہوش آیا نہیں بلکہ ہوش دلایا گیا ہے۔ نتیجتاً فوج کے زبردست آپریشن کے پیش نظر ہی آئین اور آرمی ایکٹ میں ترمیم ممکن ہوئی۔

پاکستان آرمی کے خلاف نبرد آزما طالبان گروپ ہوں یا دیگر کالعدم مذہبی جہادی اور قوم پرست تنظیمیں ان سے ہمارا یہی رونا ہے کہ یہ لوگ بوجوہ ہتھیار اٹھا کر ایک ایسی مسلمان ریاست کو کمزور کر رہے ہیں جو کلمہ طیبہ کے نام پر وجود میں آئی تھی۔ جس کا دستور اور آئین متفقہ طور پر تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے منظور کیا۔ اس میں کوئی جز بھی اسلامی نظام کی روح کے خلاف نہیں۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ اس آئین کو نافذ کرنے میں مصلحت بیں حکومتوں نے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ یہ لوگ ریاست کے وجود اور اس کے تمام اداروں کو غیر اسلامی کہہ کر اس پر حملہ آور ہو جائیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 2009ء میں دہشت گردی کے خلاف 600 صفحات پر مبنی ایک مبسوط تاریخی فتویٰ جاری کیا تھا جس میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، آثار صحابہ اور اسلامی تاریخ کے تناظر میں دہشت گردی کے سد باب کے لئے فکری، علمی اور عملی بنیادوں کا ذکر کیا مگر افسوس کہ ہمارے حکمرانوں نے اس سے کماحقہ استفادہ نہ کیا۔ آج بھی شیخ الاسلام کا دہشت گردی کے خلاف موقف موجودہ تمام سیاسی و مذہبی ''قیادت'' سے زیادہ دوٹوک اور واضح ہے جس میں کسی ''اگر مگر'' کے الفاظ کا سہارا نہیں لیا گیا۔ سانحہ پشاور کے بعد شیخ الاسلام نے 14 نکات پر مبنی ایک لائحہ عمل مقتدر طاقتوں کے سامنے رکھا ہے جو دہشت گردی کے سدباب کے لئے حقیقی معنوں میں ایک ٹھوس میکانزم بھی ہے۔ اب وہ اپنی نگرانی میں ایک ایسا قومی نصاب ترتیب دے رہے ہیں جس میں ہر شعبہ زندگی کے لوگ استفادہ کر سکیں گے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے سیاستدان جس طرح اپنی ذات کے حصار میں قید ہیں اور ملکی اور قومی مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں نتیجتاً کرپشن اور لوٹ مار اب عام ہو چکی ہے۔ بالکل اسی طرح ہماری مذہبی قیادتیں اور ادارے بھی (الا ماشاء اللہ) اپنی ذات، اپنے مسلک اور اپنے اپنے حلقہ ہائے عقیدت کے حصار میں مقید ہیں۔ انہیں دین کی عزت حرمت اور وقار کا خیال اپنے ذاتی وقار اور عزت سے زیادہ عزیز ہوتا تو وہ خود کو دوسروں سے اعلیٰ و ارفع نہ سمجھتے اور ان کے خلاف بلاوجہ تکفیر کے فتوے نہ دیتے۔ اپنے مراکز اور مدارس میں نفرتوں کو پروان نہ چڑھاتے۔ دین تو غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسن خلق کی تعلیم دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے تو سب کو گلے لگایا تھا، چہ جائیکہ اپنوں کو بھی گولی اور گالی کے نشانے پر رکھ لیا جائے اور اس نفرت و کدورت اور عصبیت نفس کو جہاد کا لبادہ پہنا کر معصوم ذہنوں کو پراگندہ کیا جائے۔ یاد رہے کہ تعصبات پر استوار کی گئی عمارت جتنی بھی بلند و بالا ہو ایک دن اسے مسمار ہونا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر ان فرقوں اور مسلکوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ حقیقی اسلام اپنی تعلیمات کی کشش کے باوجود اپنی شناخت کو ترس رہا ہے۔ اس دور فتن میں احیائے اسلام اور تجدید دین کا سہرا اسی کے سر سجے گا جو اسلام کو اس کی اصل شناخت دے کر اقوام عالم کے سامنے رکھے گا۔

مفہوم نبوت اور شانِ مصطفیٰ ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب ☆

مرتب: محمد یوسف منہاجین

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو جابجا "النبی" کے لقب سے یاد فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا. (الاحزاب:۴۵)

"اے نبیّ (مکرّم!) بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا بنا کر بھیجا"۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ. (الاعراف:۱۵۷)

"(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر منجانب اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اورمعاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں)"۔

اگر لفظ "نبی" اور نبوت کے معنی اور مفہوم کی روشنی میں حضور نبی اکرم ﷺ کی شان نبوت کو سمجھنے کی کوشش کریں تو لفظِ "نبی" کے اندر بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی بہت سی شانوں کا تذکرہ موجود ہے۔ آیئے! لفظِ "نبی" کے مختلف معانی کی روشنی میں مفہومِ نبوت اور مقام و شانِ مصطفیٰ ﷺ سے آشنائی حاصل کرتے ہیں:

لفظِ "نبی" کا مادۂ اشتقاق

لغت اور عقائد کی جملہ کتب بشمول تہذیب اللغہ، الصحاح، لسان العرب، القاموس المحیط، الشفاء، النبوات (علامہ ابن تیمیہ)، شرح المواقف (السید الشریف الجرجانی)، شرح المقاصد (علامہ تفتازانی)، تحریر المطالب (شرح عقیدہ ابنِ حاجب)، کشاف الاصطلاحات الفنون (مولانا اشرف علی تھانوی) میں بالاتفاق لفظ "نبی" کے دو مادہ ہائے اشتقاق بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ بعض نے کہا ہے کہ "نبی" اور "نبوت" کا لفظ "نَبَاءٌ" (ہمزہ کے ساتھ) سے مشتق ہے۔

۲۔ بعض کے نزدیک لفظِ "نبی" "نَبَا" (بغیر ہمزہ) سے مشتق ہے۔

ان دونوں مادہ ہائے اشتقاق کے لحاظ سے جملہ کتب اللغہ میں لفظ "نبی" کے مختلف معانی ہیں جو ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

1۔ "نبی"۔۔۔ غیب کی خبریں دینے والا

☆ اگر لفظ نبی کو نَبَـاءَ سے مشتق سمجھیں تو نبی کا معنی ہے غیب کی خبر دینے والا۔ اگر لفظ نبی بروزنِ فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہو تو اس کا معنی ہوگا کہ

يَكُوْنَ مُخْبِرًا اَمَّا اَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

"اللہ تعالیٰ نے اپنے جس غیب پر انہیں مطلع کیا ہے، اس غیب کی خبریں لوگوں کو دینے والا"۔

☆ (CD#1954) (بنگلور (انڈیا) اور لاہور (پاکستان) میں منعقدہ عالمی میلاد کانفرنس 2014ء سے خطاب)

اسی لئے قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ. (التکویر: ۲۴)

’’اور وہ (یعنی نبی اکرم ﷺ) غیب (کے بتانے) پر بالکل بخیل نہیں ہیں (مالکِ عرش نے ان کے لیے کوئی کمی نہیں چھوڑی)‘‘۔

’’اَلنّبُوّات‘‘ میں علامہ ابن تیمیہ نے اس معنی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

☆ اگر لفظِ ’’نبی‘‘ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہو تو نبی کا مطلب ہے:

اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَطْلَعَهٗ غَيْبِهٖ فَيَكُوْنُ النَّبِيُّ.

’’اللہ تعالیٰ نے جس ذات کو اپنے غیب پر مطلع کیا ہو، اپنے غیب کی اطلاع دی ہو اس کو نبی کہتے ہیں‘‘۔

2۔ ’’نبی‘‘۔۔۔ گمراہی سے نکالنے والا

تہذیب اللغہ اور تحریر المطالب (شرح عقیدہ ابن حاجب) میں لفظِ ’’نبی‘‘ کے مادۂ اشتقاق ’’نَبَاءَ‘‘ کے حوالے سے ’’خروج‘‘ کا معنی بھی آیا ہے۔ صاحب تحریر المطالب شرح عقیدہ ابن حاجب پر خروج کے اعتبار سے اس کا معنی لکھتے ہیں کہ

خَرَجَ مِنْ بَلَدٍ اِلٰى بَلَدٍ اُخْرٰى خَرَجَ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ اُخْرٰى.

’’ ایک جگہ سے کوئی نکل کر دوسری جگہ چلا جائے، ایک حال سے نکل کر دوسرے حال میں چلا جائے‘‘۔

اس معنی کے لحاظ سے نبی کا معنی ہوگا:

اَلَّذِیْ اَخْرَجَ النَّاسَ مِنَ الضَّلَالَةِ اِلَى الْهُدٰى.

وہ ذات جس نے لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت میں پہنچادیا۔ وہ ذات جس نے لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال دیا، ان کو خروج کردیا اور ہدایت کی روشنی میں لے گئے، اس کو نبی کہتے ہیں۔

3۔ ’’نبی‘‘۔۔۔ تمام مخلوق سے اعلیٰ

لفظِ ’’نبی‘‘ کے دوسرے مادۂ اشتقاق ’’نَبَا، اَلنَّبْوَۃُ‘‘، کے اعتبار سے بھی لفظِ نبی کے مختلف معانی ہیں۔ اَلنَّبْوَۃُ کا معنی ہے: اَلْاِرْتِفَاع جس کو بلندی ملی‘‘۔ اسی سے اَلنَّبَاوَہ ہے یعنی جومقام بلند ہو۔ زمین سے بلند ٹیلہ، بلند مینار یا بلند جگہ جو دور سے نظر آئے، جس کو دیکھ کر لوگ ہدایت پائیں، بھولے ہوئے راستہ پائیں۔ اس شے کی بلندی کی وجہ سے اس کو نَبَاوِی کہتے ہیں۔ ائمہ لغت کا کہنا یہ ہے کہ اس وجہ سے اس سے اَلنَّبُوَّۃ اخذ کیا ہے۔ اس سے لفظ نبی نکلا ہے۔ نبی کو اس معنی کے لحاظ سے اس لئے نبی کہتے ہیں کہ

اِنَّهٗ شُرِّفَ عَلٰى سَائِرِ الْخَلْقِ.

’’اُسے ساری مخلوق میں سب سے بلند بنایا جاتا ہے‘‘۔

نبی کو وہ شان، عظمت، بلندی، شرف اور رفعت دی جاتی ہے کہ ان کا مقام کل کائنات انسانی اور خلق میں سب سے بلند ہوتا ہے۔ اس کی ذات کی بلندی کو دیکھ کر لوگ اسے آئیڈیل بناتے ہیں اور اس سے راستہ پاتے ہیں۔

☆ ابن الاعرابی نے اَلنَّبْوۃُ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اَلْمُرْتَفِعُ مِنَ الْاَرْضِ.

زمین پست ہوتی ہے، ایک ہی لیول میں ہوتی ہے اور وہ چیز، پہاڑ، ٹیلہ، مینار یا عمارت جو زمین کی پستی کو چھوڑ کر بلند ہوجائے، اس کو ’’نَبْوَہ‘‘ کہتے ہیں۔ اس معنی کی رُو سے

اَلنَّبِیُّ هُوَا الْعَلَمُ مِنْ اَعْلَامِ الْاَرْضِ الَّتِیْ يُهْتَدٰى بِهَا.

’’نبی اس ذات کو کہتے ہیں جس کا مقام و مرتبہ سب سے اونچا ہو اور لوگ اسے دیکھ کر رہنمائی پائیں‘‘۔

گویا نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے ساری مخلوق پر بلندی، عظمت اور رفعت عطا کرتا ہے۔ پس اسی عظمت اور علو مرتبت کی وجہ سے وہ نبی کہلاتا ہے۔

☆ قاضی عیاض کہتے ہیں:

هُوَ مُرْتَفَعٌ مِنَ الْاَرْضِ وَمَعْنَاهُ اَنَّ لَهٗ رُتْبَةً شَرِيْفَةً وَمَكَانَةً نَبِيْهًا.

”وہ ذات جو ساری مخلوق ارضی اور ساری مخلوق سماوی سے بلند ہوتی ہے۔ اسے اتنا بلند رتبہ، بلند مقام اور وہ شرف وعظمت عطا کی جاتی ہے کہ ہر شے اس کی عظمت کے نیچے ہوجاتی ہے“۔

4۔ ”نبی“۔۔۔ راستہ

مادہ اشتقاق ”نبا“ کے اعتبار سے نبی کا ایک معنی ”طریق“ (راستہ) بھی ہے۔ تمام لغت کی کتب نے اسے بیان کیا ہے کہ

اَلنَّبِيُّ هُوَ الطَّرِيْقُ وَالْاَنْبِيَاءُ طُرُقُ الْهُدٰى.

” نبی راستے کو کہتے ہیں، انبیاء وہ ذوات ہیں جو بھولے ہوؤں کو ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں۔

نبی کی ذات ایک نئی راہ اور نئی طرز دیتی ہے۔ جب لوگ بھولے ہوئے، بھٹکے ہوئے اور گمراہ ہوتے ہیں، انہیں نہ اپنی پہچان ہوتی ہے اور نہ اپنے خالق کی پہچان ہوتی ہے۔۔۔ نہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے اور نہ دوسرے کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کی معرفت ہوتی ہے۔۔۔ وہ محض گمراہی، لاعلمی، بے خبری، جہالت اور ضلالت میں ہوتے ہیں۔ لغت کے اس معنی کے اعتبار سے ان حالات میں نبی کی ذات خود راستہ ہوتی ہے۔ جب نبی مبعوث ہوتا ہے تو بھولے ہوئے انسانوں کو راستہ دکھا دیتا ہے۔ اس نبی کی ذات، سیرت، وجود، عمل، طور طریقے اور اسوۂ وشعار میں خود ایک راستہ ہوتا ہے جو بھولے ہوؤں کو حق کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ نبی ایسا راستہ دکھاتا ہے کہ بندے کو نہ صرف اپنی بلکہ اپنے خالق و مالک کی پہچان بھی ہوتی ہے۔ اپنے اور دوسرے لوگوں کے درمیان رشتے کی نوعیت کی پہچان کے ساتھ ساتھ وہ اچھے برے کو بھی جان جاتا ہے۔ گویا ایک کامل ہدایت کا راستہ دے دینے والے اور انسانیت کے لئے خود راستہ بن جانے والے کو نبی کہتے ہیں۔

☆ ابومعاذ النحوی نے قدیم لغتِ عرب کا ایک قول نقل کیا ہے کہ

مَنْ يَضُلُّنِيُ النَّبِي اَیْ اَلطَّرِيْق.

یعنی کسی نے پوچھنا ہو کہ میں بھولا ہوا ہوں، کوئی مجھے راستہ دکھا دے تو راستہ پوچھنے کے لئے کہتے: مَنْ يَضُلُّنِيُ عَلَى النَّبِي یعنی کوئی مجھے نبی دکھا دے۔ نبی دکھانے کا مطلب یہ ہوتا کہ میں بھولا ہوا ہوں کوئی مجھے سیدے راستے پر چلا دے۔ پس نبی کا وجود خود سیدھا راستہ ہوتا ہے۔

اسی لئے قرآن مجید نے کہا: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. ”اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا“۔

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ خود وجود مصطفیٰ ﷺ کا نام ہے اور ذات مصطفیٰ ﷺ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. ہے۔

نبی کی ذات ایک طرف تمام مخلوق میں سب سے بلند ہوتی ہے اور دوسری طرف نبی وہ ہے جس سے لوگ راستہ پائیں۔ اس کا معنی یہ بھی ہے کہ ایسا راستہ، طریقہ اور وسیلہ جو لوگوں کو اللہ تک لے جائے گویا لوگوں کو اللہ سے ملانے کے راستے اور واسطے کو بھی نبی کہتے ہیں۔

5۔ ”نبی“۔۔۔ جدا/علیحدہ

لفظ اَلنَّبُوۃُ، اَلنَّبَاوَۃ سے نبی کا ایک اور دلچسپ معنی بھی ہے۔ وہ معنی ہے اَلْجَفْوَہ ”جدائی، علیحدگی“۔ اس معنی کی رو سے نبی کا معنی ہے وہ ذات جو جدا اور علیحدہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے کہ

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ. (السجدہ:١٦)

”ان کے پہلو اُن کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں“۔

اس آیت مبارکہ میں بستر سے جدا کے لئے تَتَجَافٰى کا لفظ استعمال کیا جو اَلْجَفْوٰی سے ہے۔ نبوت

کا ایک معنی یہی اَلْجفوۃ ہے۔ اس معنی کی رُو سے نبی وہ ہے جو علیحدہ ہو، جو دوسروں سے جدا ہو۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی کس طرح دوسروں سے جدا ہوتا ہے؟ اس معنی کی رو سے جدائی دو طرح کی ہے:

۱۔ ذاتی طور پر دوسروں سے جدا۔

۲۔ معاشرتی رسوم و رواج سے علیحدہ۔

۱۔ ذاتی طور پر دوسروں سے جدا

نبی کی اپنی ذات میں علیحدگی اور جدائی یہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں پیکر بشریت ہوتا ہے مگر باقی بشروں سے جدا ہوتا ہے، عالم بشریت سے علیحدہ ہوتا ہے۔ نبی کے وجود انسانی اور پیکر بشریت میں خود ایک جدائی اور علیحدگی ہوتی ہے۔ یہ مقامِ نبوی جو انہیں دوسروں سے جدا کرتا ہے بایں طور ہے کہ بشری پیکر ہونے کے باوجود وہ بشریت کے وصف سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا پیکر بشری تھا مگر سایہ نہ تھا، ہر بشری اور انسانی وجود کا سایہ ہوتا ہے، سائے کے بغیر کوئی وجود نہیں۔ جب پیکر بشری ہو مگر سایہ نہ ہو تو بشری پیکر رکھنے کے باوجود بشریت سے جدا ہوگئے۔۔۔ آقا ﷺ کو پسینہ آتا تھا مگر پسینے میں بدبو نہ تھی بلکہ خوشبو تھی، لہذا اپنے پیکر بشری میں دوسروں سے جدا ہوگئے۔۔۔ آپ ﷺ جسم رکھتے تھے مگر اس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔۔۔ انسانی جسم تھا، جسم کی ضرورتیں ہوتی ہیں مگر مصطفیٰ ﷺ نے مسلسل فاقوں سے ساری زندگی گزاری اور کبھی کمزوری نہ ہوئی۔۔۔ اس پیکر نبوت کی آنکھیں تھیں، آنکھیں صرف آگے دیکھنے کے لئے ہوتی ہیں مگر آپ ﷺ کی آنکھیں جس طرح آگے دیکھتی تھیں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتی تھیں۔۔۔ ہماری آنکھیں روشنی میں دیکھتی ہیں، اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتیں مگر آقا علیہ السلام کا پیکر بشریت طیبہ ایسا تھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں اندھیرے میں اسی طرح دیکھتیں جس طرح اجالے میں دیکھتیں۔۔۔ تمام پیکران بشریت کے لعاب دہن سے امراض پیدا ہوتے ہیں، جراثیم پیدا ہوتے ہیں مگر حضور نبی اکرم ﷺ جسے اپنا لعاب دہن لگا دیتے تو اس کو شفا مل جاتی، اندھے کو بینائی مل جاتی، بیماروں کی امراض دور ہوجاتیں۔

گویا آپ ﷺ عالم بشریت سے تھے مگر بشری خصائص سے جدا اور علیحدہ ہوگئے تھے۔ بشری پیکر رکھ کر اس طرح بشری خصائل سے الگ ہوئے کہ عالم نور کے ملائکہ بھی حضور ﷺ کے تلوؤں کے برابر نہ رہے۔ آپ ﷺ فرشی ہوکر عرشیوں سے بھی اونچی شان کے حامل ہوگئے۔ یہ حضور ﷺ کی اپنی ذات کے اعتبار سے دوسروں سے علیحدگی اور جدائی کی شان ہے۔

۲۔ معاشرتی رسوم و رواج سے علیحدہ

ایک علیحدگی اور جدائی کی شان حضور نبی اکرم ﷺ کی ایسی بھی ہے جس کا تعلق اس اجتماع اور معاشرت کے ساتھ تھا جس میں آقا ﷺ رہتے تھے۔ وہ جدائی یہ ہے کہ جس معاشرے میں آقا علیہ السلام کی بعثت ہوئی، اس معاشرے کا عالم یہ تھا کہ لوگ قتل و غارتگری کرتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر نسلیں قتل ہوجاتی تھیں، پڑھنے لکھنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ جہالت، ظلم، جبر، بربریت مسلط تھی۔ نفرتیں عام تھیں، انسانیت کی کوئی قدر اور عزت نہ تھی۔ خون خرابہ اور دشمنی و عداوت عام تھی۔ قبیلوں میں اگر لڑائی ہوجاتی تو دو دو سو سال جنگیں چلتی تھیں اور ہزارہا لوگ مارے جاتے اور انسانی لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے تھے۔

ایسے معاشرے میں نبی ﷺ کی شانِ جدائی بایں طور سامنے آئی کہ آپ اس قتل و غارت کے معاشرے میں پیکر امن بن کر تشریف لائے۔ وہ معاشرہ جس میں انسان کی عزت و تکریم کا کوئی تصور نہ تھا، آقا علیہ السلام اس معاشرے میں رہے اور اس معاشرے کے برے رسم و رواج

سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے انسان کی تکریم وعظمت کا سبق دیا۔۔۔قتل و غارتگری سے منع کیا۔۔۔ ان پڑھوں کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔۔۔ دشمنی کرنے والوں کو محبت کرنا سکھایا۔۔۔ خون خرابہ کرنے والوں کو خون کی حفاظت کرنا سکھایا۔۔۔ عزتیں لوٹنے والوں کو عزت بچانا سکھایا۔۔۔ پورے معاشرے میں جبر اور بربریت کرنے والوں کو رحمت کا طریقہ سکھایا۔ اس طرح معاشرے کی جو روش اور طریقہ تھا، آقا علیہ السلام اس طریقہ اور روش سے علیحدہ ہوتے ہوئے اس اجتماع اور معاشرے کی خصلتوں سے جدا ہوگئے۔

آپ ﷺ اسی معاشرے میں پیدا ہوئے، اسی معاشرے میں بچپن، لڑکپن اور جوانی گزاری۔ اس معاشرے میں شب و روز گزارے جہاں طاقتور، کمزور کو غلام بنالیتے تھے، انہیں کوڑوں سے مارتے تھے، انہیں پتھروں کی سزا دیتے اور آگ میں جلادیتے، چھوٹی چھوٹی بات پر قتل کردیتے۔ پوری زندگی آپ ﷺ نے عرب کے اس معاشرے میں گزاری۔ اس دور میں کوئی جدید تہذیب نہ تھی، کوئی ماڈرن کلچر نہ تھا، میرے آقا ﷺ روم، مصر اور بابل نہیں گئے، وہ کتابوں اور انٹرنیٹ کا دور بھی نہ تھا۔ وہی معاشرہ ہی ہر ایک کا استاد تھا مگر اس معاشرے میں جنم لینے کے باوجود آقا علیہ السلام نے اس معاشرے کو اپنا استاد نہیں بنایا بلکہ خود اس معاشرے کے استاد بن گئے، اس معاشرے کے معلم، مرشد، ہادی اور رہبر بنے اور اس طرح معاشرے کی روش سے جدا ہوگئے۔ کردار، آئیڈیاز، فکر، سوچ، تعلیم اور عمل کی یہ جدائی اور علیحدگی بایں طور سامنے آئی کہ اس معاشرے کو امن اور رحمت کا مرکز بنادیا۔

آپ ﷺ نے معاشرے کو کیونکر تبدیل کیا؟

عرب معاشرہ کس راستہ اور روش پر گامزن تھا اور جو نیا راستہ میرے آقا ﷺ نے عطا کیا، ان دونوں کا تذکرہ سیرت کی کتب میں مذکور ہے۔ آیئے! اس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں:

پانچ اور چھ سن نبوت میں جب مکہ کے لوگوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کی حد کردی۔ صحابہ کرام تعداد میں قلیل ہونے کے اعتبار سے کمزور اور پریشان حال تھے، ان حالات میں آقا علیہ السلام نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ تقریباً 83 افراد پہلی مرتبہ اور 18 افراد دوسرے مرحلہ میں حبشہ چلے گئے۔ یہ تاریخ اسلام میں پہلی ہجرت تھی۔ جب قریش مکہ کو پتہ چلا کہ مسلمان حبشہ میں پناہ لے چکے ہیں تو انہوں نے اپنا وفد بھیجا تاکہ وہ شاہ حبشہ نجاشی کو اس بات پر قائل کرے کہ وہ مسلمانوں کو واپس مکہ بھیج دے اور ان کو وہاں قیام نہ کرنے دے۔

بادشاہ نے قریش مکہ کے وفد کا موقف سنا اور مہاجر صحابہ کو بلا بھیجا اور اپنے دربار میں عیسائی مذہبی رہنماؤں کی موجودگی میں ان سے بڑا اہم سوال کیا۔ بادشاہ نے کہا:

قریشِ مکہ کا یہ کہنا ہے کہ یہ لوگ ہمارے دین کی روش سے پھر گئے ہیں۔ ہماری رسم و رواج کا ایک معیار اور تاریخ تھی، ہمارا عقیدہ، مذہب، کلچر اور روایت ایک تھی۔ انہوں نے ان روایات، آبائی مذہب، کلچر اور عقائد کو چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا مذہب، نیا راستہ، نیا طریقہ اختیار کرلیا ہے۔ اے مسلمانو! وہ کون سا نیا دین ہے جس کے لیے تم نے اپنے آباء و اجداد کا مذہب ترک کر دیا اور میرا یا کوئی اور موجودہ مذہب بھی اختیار نہیں کیا؟

اس پر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور دین محمدی کے دس نمایاں پہلو شاہِ حبشہ کے سامنے بیان کیے:

أَيُّهَا الْـمَلِكُ! كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ، نَعْبُدُ الْأَصْنَامَ وَنَأْكُلُ الْـمَيْتَةَ وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ وَنَقْطَعُ الْأَرْحَامَ، وَنُسِيءُ الْجِوَارَ وَيَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيفَ.

’’اے بادشاہ! ہم جاہل، غیر تہذیب یافتہ اور وحشی قوم تھے۔ ہم بتوں کی پوجا کرتے اور مردار کھاتے تھے۔

ہم قطع رحمی کرتے تھے اور پڑوسیوں کے حقوق سے ناآشنا تھے۔ ہم میں سے طاقت ور اپنے سے کمزور کو کھا جاتا تھا‘‘۔

فَكُنَّا عَلَى ذٰلِكَ حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُوْلًا مِنَّا، نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِدْقَهُ وَأَمَانَتَهُ وَعَفَافَهُ فَدَعَانَا إِلَى اللّٰهِ لِنُوَحِّدَهُ وَنَعْبُدَهُ وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ.

’’ہم ان ہی برائیوں (روش، طریقہ) پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہی ایک رسول مبعوث فرمایا جس کا نسب، صدق، امانت اور عفت ہم جانتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تاکہ ہم اس کی توحید کو تسلیم کریں اور اس کی عبادت کریں اور ان پتھروں اور بتوں کی پوجا ترک کردیں جن کی ہم اور ہمارے آباء و اجداد پرستش کرتے چلے آرہے تھے‘‘۔

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نیا راستہ دکھایا۔۔۔ ان کی روش، پرانی روش سے جدا تھی۔۔۔ انکا راستہ ہمارے پرانے راستے سے جدا تھا۔۔۔ ان کی دعوت اور تعلیم پرانے طریقے سے جدا تھی۔۔۔ انہوں نے جو ہمیں دعوت دی اور جو راستہ دکھایا، وہ یہ تھا کہ

وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ، وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ، وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ وَقَذْفِ الْمُحْصَنَاتِ. (سیرت ابن ھشام)

’’ انہوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوسیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے، محرمات سے اجتناب کرنے، خوں ریزی سے بچنے اور برائیوں سے رُکنے کا حکم دیا۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ہم جھوٹ نہ بولیں، یتیم کا مال نہ کھائیں اور پاک باز خواتین پر تہمت نہ لگائیں‘‘۔

’’پس ہم نے پرانی روش بدلی اور یہ نیا طریقہ اختیار کیا اور اس نئے طریقے کو قبول کرنے کے نتیجے میں ہماری قوم ہمارے خلاف ہوگئی‘‘۔

شاہِ حبشہ نجاشی کے دربار میں بیان کردہ انہی اصولوں اور صفات کو حضور نبی اکرم ﷺ نے دیگر مختلف مواقع پر بھی بیان فرمایا۔ جن کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشّمس ہوجاتی ہے کہ کس طرح حضور نبی اکرم ﷺ ان معاشرتی رسوم و رواج سے جدا وعلیحدہ ہوئے اور کن تعلیمات اور اقدار کو اس معاشرہ میں پروان چڑھایا۔

☆ 621ء میں ہجرت مدینہ سے پہلے اوس و خزرج کے لوگ (مدینہ) یثرب سے آئے۔ آقا علیہ السلام چونکہ معاشرے کی روش سے جدا تھے اور نبوت کی شان یہ تھی کہ آپ اس معاشرے میں رہ کر معاشرے کی بری عادتوں سے پاک تھے اور دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ یثرب یعنی مدینہ کی سرزمین پر دو سو سال سے زیادہ عرصے سے اوس و خزرج کے درمیان جاری جنگوں میں کوئی مصالحت کرانے والا نہ تھا۔۔۔ دشمنی کو امن میں بدلنے والا نہ تھا۔۔۔ انہیں امن و دوستی کا سبق دینے والا نہ تھا جس پر وہ اعتماد کرسکیں۔ وہ یثرب میں تھے انہوں نے اڑھائی تین سو میل دور یثرب کے علاقے میں رہتے ہوئے محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ امن کو سنا، آپ کے کردار کی خبر ان تک پہنچی کہ انہوں نے فساد ختم کرکے امن کی تعلیم دی ہے۔۔۔ یہ سراپا امن ہیں۔۔۔ یہ امن کا پرچار کرتے ہیں۔۔۔ امن کی دعوت دیتے ہیں۔۔۔ امن کی روش بتاتے ہیں۔ پس آقا علیہ السلام کے اس کردار کی خوشبو سونگھ کر، خبر سن کر اوس وخزرج کے قبائل آقا علیہ السلام کو مکہ میں بطورِ خاص ملے۔ اس دوران آقا ﷺ کو دعوت بھی دی کہ آپ آئیں تاکہ آپ کے آنے سے دو سو سال سے جاری ہماری دشمنیاں ختم ہوجائیں اور قتل و غارتگری امن میں بدل جائے۔ پس آقا علیہ السلام کو مدینے کی دعوت دینا آپ ﷺ کے پیغمبرِ امن ہونے کی بنیاد پر تھی۔

صحیح مسلم میں ہے، حضرت عبادہ بن صامت

روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس وفد سے درج ذیل نکات پر حلف لیا:

☆ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

☆ ہم چوری یا ڈاکہ زنی کے مرتکب نہیں ہوں گے۔

☆ ہم بدکاری کا ارتکاب نہیں کریں گے۔

☆ ہم اپنی اولاد (خصوصاً بچیوں) کو قتل نہیں کریں گے۔

☆ ہم کسی پر الزام تراشی یا اس کی غیبت نہیں کریں گے۔

☆ ہم عورتوں پر تہمت نہیں لگائیں گے۔

☆ ہم ہمیشہ عفت وعصمت اور حیاء والی زندگی گزاریں گے۔

☆ ہم نیک افعال اور اَعلیٰ مقصد میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گے۔

☆ ہم حق اور سچ کو اپنی زندگی کا مشن بنا کر چلیں گے اور ہر طرح کے حالات میں ثابت قدم رہیں گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے جس روش، طریقہ اور راستہ پر اس معاشرے کے لوگوں کو چلایا اور ہدایت دی، وہ معاشرہ ان اقدار سے پہلے آگاہ نہ تھا اور نہ ان اقدار پر عمل کرتا تھا۔ کوئی ادارہ بھی نہیں تھا جو ان کی ترویج کرتا اور تعلیم دیتا ہو۔ آپ ﷺ اس معاشرے کے اندر پیدا ہوئے اور ایک نئے اقدار کی کائنات آباد کردی۔۔۔ دنیا کو نئی افق پر لے گئے۔۔۔ انسانیت کو نیا مقام عطا کردیا۔

آقا علیہ السلام اس معاشرے میں سچائی، عدل اور انصاف کا درس دے رہے ہیں۔ جہاں ان اقدار کا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ آپ ﷺ معاشرے کو جھوٹ سے بچا رہے ہیں۔۔۔ قتل کی جگہ امن کا درس دے رہے ہیں۔۔۔ بدکاری کی جگہ حیا اور شرم کا درس دے رہے ہیں۔۔۔ معاشرے میں خیر و بھلائی اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا درس دے رہے ہیں۔ اس معاشرے کو امن و سکون کا پیکر بنانے کے لئے آپ ﷺ نے جو فرامین ارشاد فرمائے، وہ معاشرہ اس کا تصور تک نہ کرسکتا تھا۔

☆ سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب اسلامی لشکر کو مشرکین کی طرف روانہ فرماتے تو یوں ہدایات دیتے:

ولا تقتلوا وليدا طفلا، ولا امراة، ولا شيخا كبيرا، ولا تغورن عينا ولا تعقرن شجرة الا شجرا يمنعكم قتالا، ولا تمثلوا بآدمي ولا بهيمة، ولا تغدروا ولا تغلوا. (بيهقى، السنن الكبرىٰ، ۹: ۹۰، رقم: ۱۷۹۳۴)

اسلامی لشکر کسی بچے کو قتل نہیں کرسکتے، عورت کو قتل نہیں کرسکتے، بوڑھے کو قتل نہیں کرسکتے، جس چشمے سے پانی نکلتا ہو اس کو خشک نہیں کرسکتے (چونکہ پانی انسانیت کو زندگی عطا کرتا ہے) اور جنگ میں حائل درختوں کے علاوہ سرسبز درختوں کو کاٹ نہیں سکتے، (چونکہ وہ انسانی حیات کی ذمہ داری بنتے ہیں)۔ انسان کی لاش کو مسخ نہیں کرسکتے، جانور کی لاش کو بھی مسخ نہیں کرسکتے، وعدے کو توڑ نہیں سکتے اور چوری و خیانت نہیں کرسکتے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

لَا تَقْتُلُوا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ.

(ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۴۸۴، رقم: ۳۳۱۳۲)

’’کلیساؤں کے متولیوں (یعنی پادریوں) کو قتل نہ کرنا‘‘۔

یعنی کسی بھی مذہب کے مذہبی رہنماؤں راہبوں، پجاریوں، مبلغوں کو قتل نہیں کرسکتے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر کسانوں، تاجروں، مریضوں، غیر مسلموں کے نوکروں، سفیروں اور پرامن غیر مسلموں کے قتل سے بھی منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، اَوِ انْتَقَصَهُ، اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (ابوداؤد، السنن، كتاب الخراج..... ۳: ۱۷۰، رقم: ۳۰۵۲)

’’خبردار! جس نے کسی غیر مسلم شہری پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا یا اس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالا یا

اس کی دلی رضا مندی کے بغیر کوئی چیز اس سے چھین لی تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا‘‘۔

ذرا سوچیں! وہ سوسائٹی جس میں اپنے پرائے ہر ایک کا قتل ہوتا ہو اس سوسائٹی میں آقا علیہ السلام ان تعلیمات کا درس دیں، جن کا تصور نہ انہوں نے کبھی سنا تھا اور نہ کبھی دیکھا تھا۔ آقا علیہ السلام کی اس جدوجہد کو آج کی سوسائٹی کے اعتبار سے نہ لیں کہ جب ہمارے سامنے UNO چارٹر ہے، United Nation کے چارٹر آف رائٹس ہیں۔ انڈیا کا آئین اور ہیومن رائٹس ہے۔ پاکستان کا آئین اور ہیومن رائٹس ہیں۔ جدید دور کی جدید تہذیب ہمارے سامنے ہے۔ اس تناظر میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو نہ دیکھیں بلکہ چودہ سو سال قبل انسانیت کس حال میں تھی، کیسا جبر، بربریت، قتل و غارتگری اور دہشت گردی کا ماحول تھا۔ اس معاشرے کو سامنے رکھ کر دیکھیں کہ آقا علیہ السلام نے انسانیت کو جو روش دکھائی اور راستہ دکھایا، جو مذہب، دین، تعلیم اور سیرت دی وہ ان تمام سے جدا تھی اور آقا ﷺ نے اس بربریت کے ماحول سے انسانیت کو جدا کرتے ہوئے بلند کردیا۔

جنت کی ضمانت کیونکر ممکن ہے؟

حضرت ابو شریح روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یَارُسُوْلَ اللّٰہ اَخبِرْنِیْ بِشَئیٍ یُوْجِبُ لِیَ الْجَنَّۃ.

’’آقا ﷺ مجھے ایسا عمل، راستہ اور طریقہ زندگی بتائیں جسے اپناؤں تو مجھے جنت مل جائے‘‘۔

یہ سوال ایک ایسے معاشرے میں کیا جارہا ہے کہ جس معاشرے میں انسانی قدروں اور اخلاقی قدروں کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

طِیْبُ الْکَلَامِ وَبَذْلُ السَّلَامَ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ.

ابو شریح اگر جنت کی ضمانت چاہتے ہو تو تین چیزوں کو اپنالو:

۱۔ جس سے گفتگو کرو مسکرا کر کیا کرو، تمہاری گفتگو میں نرمی و مٹھاس ہو۔

۲۔ دشمنی عداوت کو مٹاؤ اور ہر طرف امن و سلامتی کو پھیلاؤ۔

۳۔ جو لوگ بھوکے ہیں جنہیں حقوق نہیں مل رہے، ان لوگوں کو کھانا کھلاؤ، اپنے وسائل ان کی غربت کو دور کرنے کے لئے خرچ کرو، تمہیں جنت مل جائے گی۔

لوگو! پوچھنے والا جنت کی ضمانت پوچھ رہا ہے، آپ ﷺ یہ بھی فرماسکتے تھے کی پنجگانہ نماز پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، زکوۃ دو، تسبیح کرو، اللہ اللہ کرو۔ حضور ﷺ نے اللہ کی عبادت کی بات نہیں کی حالانکہ وہ دور مذہبی دور تھا۔ جب لات، منات اور عزی کی پوجا ہوتی تھی اور وہ لوگ ان بتوں کی عبادت کے ذریعے جنت تلاش کرتے تھے مگر مصطفیٰ ﷺ چہرے کی مسکراہٹ کو جنت کا راستہ بتارہے ہیں۔۔۔ جس معاشرے میں قتل وغارتگری ہوتی ہے، وہاں مصطفیٰ ﷺ امن سلامتی پھیلانے کو جنت کا راستہ بتارہے ہیں۔۔۔ جس معاشرے میں کسی کو بھوکے کی پرواہ نہیں، وہاں بھوکوں کو کھانا کھلانا جنت کا راستہ بتارہے ہیں۔

☆ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اس معاشرے کی روش، سوچ، فکر بدل دی اور نیا فلسفہ، نظریہ، دین، کلچر اور تہذیب دی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْکَ لَکَ صَدَقَۃٌ.

اپنے بھائی کو مسکرا کر ملنا صدقہ ہے۔

وَاِرْشَادُکَ الرَّجُلُ فِی اَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَۃٌ.

بھولے بھٹکے آدمی کو پکڑ کر راستہ دکھانا صدقہ اور خیرات تصور ہوگا، جنت میں لے جائے گا۔

وَبَصُرُکَ لِلرَّجُلِ الرَدِّیَ الْبَصَرلَکَ صَدَقَۃٌ.

اندھے آدمی کو پکڑ کر اس کو راستہ دکھانا، اس کی

مدد کرنا، یہ صدقہ ہے۔ یہ تمہیں جنت میں لے جائے گا۔

وَاِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَۃَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ لَکَ صَدَقَۃٌ.

ماحولیاتی صحت کو قائم کرنا، رستے میں پتھر پڑا ہوا نظر آئے، کانٹا نظر آئے، ہڈی نظر آئے، اسے ہٹا کر راستے کو صاف کر دینا یہ صدقہ ہے۔ یہ عمل تمہیں جنت میں لے جائے گا۔

وَ اِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ دَلْوِ اَخِیْکَ لَکَ صَدَقَۃٌ.

تیرے بھائی کو پانی کی حاجت ہو اور تیرے پاس پانی کا ڈول ہو، اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے، یہ تمہیں جنت میں لے جائے گا۔

☆ سبحان اللہ! آقا علیہ السلام نے انسانیت کو کیا معیار، روش، دین عطا کیا کہ جس دور میں غریب غریب تر تھا، امیر امیر تر تھا، امرائے قریش اور سرداران قریش غریبوں کا استحصال کرتے تھے، اس دور میں آقا علیہ السلام ہمیں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ

طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الاثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ.

’’ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں (کی زندگی بچانے) کے لیے کافی ہے، اور دو کا کھانا چار (کی زندگی بچانے) کے لیے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ آدمیوں (کی زندگی بچانے) کے لیے کافی ہوتا ہے۔‘‘ (صحیح مسلم)

یہ چودہ سو برس پہلے کی تعلیمات ہیں۔ آج دنیا بھوک، غربت اور بے گھری کے خاتمے کی بات کرتی ہے مگر یہ تصور تاجدار کائنات نے آج سے 14 سو سال قبل عطا کردیا۔ آج ہم ان کا میلاد منا رہے ہیں۔ ہمیں میلاد مناتے ہوئے ان تعلیمات کو بھی اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔ حضور نبی اکرم ﷺ صرف امت مسلمہ کے محسن نہیں بلکہ ساری کائنات انسانی کے محسن ہیں۔ جنہوں نے اپنے وسائل سے بھوکوں کو کھانا کھلانے، غریبوں کی حاجت مندی کرنے، پریشان حالوں کی پریشانی کو دور کرنے اور اپنے کھانے میں اوروں کو شریک کرنے کی تعلیمات دیں۔

آقا علیہ السلام نے اپنی ان تعلیمات کے ذریعے دراصل معاشرے سے کرپشن ختم کرنے کا راستہ بتایا۔ اس لئے کہ جب ہم اپنا کھانا دوسرے کو کھلا رہے ہیں تو دوسرے کی حق تلفی کا امکان نہیں ہوسکتا۔ گویا آقا ﷺ نے کرپشن فری معاشرے کی نشاندہی کی اور فرمایا جس کے پاس ضرورت سے زائد کھانا ہو وہ اسے لوٹا دے جس کے پاس ضرورت کا کھانا نہیں اور جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو وہ اسے لوٹا دے جس کے پاس ضرورت کی سواری نہیں۔

آقا علیہ السلام کی ان تعلیمات کے ذریعے یہ پیغام واضح ہو رہا ہے کہ جس معاشرے میں معاشی ناہمواری ہو، امیر امیر تر ہو اور وہ لوگوں کے حقوق پر قابض ہو جائے تو اس معاشرے سے امن وسکون اور خوشحالی ختم ہو جاتی ہے۔

معاشی دہشت گردی کا خاتمہ

آج دہشت گردی بھی دو قسموں کی ہے:

۱۔ ایک دہشت گردی وہ ہے جس کے ذریعے بے گناہ اور معصوم لوگوں کی جان لے لی جاتی ہے۔

۲۔ دوسری دہشت گردی وہ ہے جو سیاست کے نام پر کی جاتی ہے اور غریب معاشروں کے حقوق چھین لئے جاتے ہیں۔ ان سے روٹی کا لقمہ اور جینے کا حق بھی لے لیا جاتا ہے۔

جو دہشت گردی مذہب کے نام پر ہو رہی ہے وہ تو ہے ہی لائق مذمت اور لائق لعنت مگر اس سے بڑی دہشت گردی وہ ہے جو سیاست کے نام پر حکمران غریبوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر کرتے ہیں۔ حکمرانوں کی جائیدادیں کرپشن کے پیسوں سے دنیا بھر میں بڑھ جاتی ہیں مگر غریب رزق حلال، پانی، بجلی، عزت اور روزگار کو ترس

جاتا ہے۔ تاجدار کائنات ﷺ نے ہمیں اپنی سیرت و کردار سے معاشرے کی ڈویلپمنٹ کا سبق سکھایا۔۔۔ وسائل کی مساویانہ تقسیم کا سبق سکھایا۔۔۔ معاشرے کے اندر عدل اور انصاف قائم کرنے کا سبق سکھایا۔۔۔ وہ نظام لانے کی تعلیم دی جس نظام میں ہر حقدار تک اس کا حق پہنچے اور کوئی بنیادی ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے۔

آقا علیہ السلام کے اس جملے پر غورو فکر اور اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے کہ ''وہ شخص مومن ہی نہیں ہوسکتا جو خود تو پیٹ بھرکر کھائے اور سوجائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے''۔

ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں بسنے والے خواہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم، انہیں تاجدار کائنات ﷺ کی بیان کردہ انسانی اقدار کی تعلیمات کو اپنانا ہوگا۔ ہمارے معاشرے میں کتنے لاکھوں لوگ بھوکے سوتے ہیں، کیا ان کی مدد کئے بغیر ہماری مسلمانی برقرار رہے گی۔۔۔؟ کیا ہندو کا ہندو فیتھ برقرار رہے گا۔۔۔؟ کیا مسلمان کا اسلام اور ایمان برقرار رہے گا۔۔۔؟ کیا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم کا مذہب برقرار رہے گا۔۔۔؟ اس لئے کہ کوئی مذہب بھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ ایک طرف معاشرے میں لوگ بھوکا سوئیں، خودکشیاں کریں، کھانے کو لقمہ نہ ملے، عزت گنوائیں اور دوسری طرف کچھ لوگ سارے وسائل پر قابض ہوکر اس معاشرے کے اندر ناہمواری پیدا کردیں۔ آقا علیہ السلام نے وہ معاشرہ جس کا خواب ہم آج دیکھتے ہیں، اسے پندرہ سو سال قبل پیدا کرکے دکھادیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ معاشرے کی غلط روش سے جدا ہوئے اور امت کو ایک جدا اور نیا راستہ دکھادیا۔ اگر ہم اس طریقے پر چل پڑیں تو اس میں نہ صرف انفرادی بلکہ من حیث القوم اجتماعی بقا اور عزت کا راز مضمر ہے۔

(جاری ہے)

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: سماعِ موتی اور فرمان الٰہی اِنَّکَ لَا تُسمِعُ الْمَوْتٰی میں فرق کی وضاحت فرما دیں؟

جواب: اکثر سوالات جاہلیت، علم کی کمی اور تعصب کے کے سواء کچھ نہیں۔ یہ روش نیم ملاؤں کی ہے۔ اور عوام تو ماشاء اللہ جنہیں قرآن ناظرہ پڑھنا نہیں آتا، وہ قرآنی سیاق وسباق کو کیا جانیں۔ اندھوں نے اندھوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے سہارے نامعلوم منزل کی طرف سرپٹ دوڑے جار ہے ہیں۔ ہم انتہائی اختصار سے سماع موتی یعنی مردوں کے سُننے اور انک لا تسمع الموتی کو عام فہم انداز میں عرض کر دیتے ہیں۔

ائمہ لغت

سب سے پہلے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ائمہ لغت نے موت کے کئی معانی لکھے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

زوال القوۃ العاقلة وهي الجهالة كقوله تعالٰی ﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ﴾ و ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾.

’’قوت عاقلہ کا زائل ہونا یعنی جہالت۔ جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تو کیا جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا (جاہل تھا تو ہم نے اسے علم سے نوازا)﴾ اور ﴿بے شک آپ ان اندھوں (مردہ دلوں، ہٹ دھرم جاہلوں) کو نہیں سناتے (منواتے)﴾۔

(المفردات في غريب القرآن، ۱: ۴۷۶)

علامہ ابن منظور وضاحت کرتے ہیں:

قوله تعالٰی: ﴿اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا﴾ وأي ما تسمع الامن يؤمن بها واراد بالاسماع هٰهتنا القبول والعمل بما يسمع.

’’فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿آپ تو محبوب! صرف اسے سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے﴾ یعنی صرف آیات پر ایمان لانے والوں کو سناتے ہیں اور یہاں سنانے سے مراد قبول کرنا اور سنی ہوئی حقیقت پر عمل کرنا ہے‘‘۔

هم كانوا يسمعون ويبصرون ولكنهم لم يستعملوا هٰذا الحواس استعمالا يجدي عليهم فصاروا كمن لم يسمع ولم يبصر ولم يعقل.

’’وہ (کفار) سنتے دیکھتے تھے، مگر ان حواس کو اس طرح استعمال نہ کرتے تھے کہ ان پر ان حواس محسوسات کے فوائد مرتب ہوتے۔ لہٰذا وہ ان لوگوں کی طرح ہوگئے جنہوں نے نہ سُنا، نہ دیکھا اور نہ سمجھا‘‘۔

(ابن منظور، لسان العرب، ۸: ۱۶۲ اور ۱۶۴)

قرآن مجید کی روشنی میں

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَo (النّمل، ۲۷: ۸۰)

’’(اے حبیب!) بے شک آپ نہ تو اِن مُردوں کو اپنی پکار سناتے ہیں اور نہ ہی بہروں کو، جب کہ وہ (آپ ہی سے) پیٹھ پھیرے جا رہے ہوںo

☆ یہاں پر اَلْمَوْتٰی (مُردوں) اور الصُّمّ (بہروں) سے مراد کافر ہیں۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے بھی یہی معنٰی مروی ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِo

’’اور نہ زندہ لوگ اور نہ مُردے برابر ہو سکتے ہیں، بے شک اللہ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے، اور آپ کے ذِمّے اُن کو سنانا نہیں جو قبروں میں ہیں‘‘۔ (فاطر، ۳۵: ۲۲)

☆ یہاں پر مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (قبروں میں مدفون مُردوں) سے مراد کافر ہیں۔ ائمہ تفسیر نے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے یہی معنی بیان کیا ہے۔

ایسی تمام آیات جن میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے، ان میں سُنانے سے مراد منوانا ہے۔ جیسے ہم روز مرہ کی بول چال میں کہتے ہیں، وہ ہماری بات نہیں سنتا۔۔۔ سیاستدان عوام کی ایک نہیں سنتے۔۔۔ فلاں والدین کی بات نہیں سنتا۔۔۔ وہ لوگ کسی کی سنتے ہی نہیں۔۔۔ مراد یہ ہے کہ سُنتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے، سننے کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ یونہی کفار، انبیاء کرام کی بات نہیں سنتے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِo (الملک، ٦٧: ١٠)

’’اور (قیامت کے دن دوزخی) کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے‘‘۔

یہاں بھی سننے سے مراد ماننا ہے۔ مشرکین مکہ مُردے نہ تھے جو قبروں سے نکل کر کسی جگہ جمع ہو گئے بلکہ رسول اللہ ﷺ ان سے دعوتی خطاب کرتے تھے اور وہ بھاگ جاتے تھے۔ یہ زندہ، ہٹے کٹے، بگڑے ہوئے، گمراہ لوگ تھے۔ انہی سے حضور ﷺ مخاطب ہوتے اور یہی لوگ کلمہ حق سن کر بدکتے اور بھاگتے تھے۔ گستاخانہ بیہودہ باتیں کرتے تھے۔ یہی سرکار ﷺ کے خون کے پیاسے اور آپ کے جان نثاروں پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑتے رہے۔

کیا مظلوم مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے والے آنکھوں سے اندھے، کانوں سے بہرے اور زبانوں سے گونگے تھے؟ کیا دشمن کے یہ لشکر کسی قبرستان کے مردے تھے؟ جی نہیں، ان کو خدا نے سننے والے کان دیئے تھے اور آج کے منکرین کو یہ سب کچھ دیا گیا ہے۔ کان ہر بات سننے پر آمادہ ہیں مگر محبوب اقدس کی زبانِ حق ترجمان سے ایمان کا نغمہ لاہوتی سننے یعنی ماننے پر آمادہ نہیں۔ کانوں سے جو کام لینا تھا وہ نہ لیا۔ کان اپنی مقصدیت کھو بیٹھے۔ عرب فصاحت و بلاغت میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ نظم ونثر، قصائد و خطابات میں ان کا مقابل نہ تھا۔ وہ بجا طور اپنے آپ کو عرب (مافی الضمیر فصیح وبلیغ الفاظ سے ظاہر کرنے والے) اور باقی دنیا کو عجم (گونگے) کہتے تھے۔ مگر یہ تمام زبان و بیان تو اس لئے عطا ہوا تھا کہ خدا و مصطفیٰ کی شان بیان کریں۔ جب اس مقصد کو انہوں نے نظر انداز کر دیا تو مالک کی نظر میں عرب گونگے ٹھہرے۔

آنکھیں ملی تھیں حسنِ محبوب کی قدم قدم پر بکھری نورانی شعاعوں کے گُن گانے کے لیے۔ خالق کی تسبیح، تکبیر اور تقدیس کے لیے زبانیں ملیں کہ درود وسلام اور تلاوت قرآن و ذکر و نعت کے آب حیات سے تر رہیں۔ لیکن انہوں نے ان قوتوں سے خالق کا انکار، رسولوں کی بے ادبی اور دینی شعار کی توہین کی۔ ظالم، شیطانی اور طاغوتی عناصر کی تائید و توصیف، تملّق وخوشامد، جھوٹ اور برائیوں کی حمایت میں صرف کیا تو منکرین وظالمین کا یہ گروہ اپنے وجود کا جواز کھو بیٹھا۔ خداداد

صلاحیتیں ان کے عقل، حواس وشعور زنگ آلود ہو گئے ان کے دل مردہ ہو گئے۔ اب نہ یہ سننے والے رہے، نہ بولنے والے، نہ حقیقت میں آنکھوں والے۔

ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ○

’’اور بے شک ہم نے جہنم کے لیے جنوں اور انسانوں میں سے بہت سے (افراد) کو پیدا فرمایا وہ دل (و دماغ) رکھتے ہیں (مگر) وہ ان سے (حق کو) سمجھ نہیں سکتے اور وہ آنکھیں رکھتے ہیں (مگر) وہ ان سے (حق کو) دیکھ نہیں سکتے اور وہ کان (بھی) رکھتے ہیں (مگر) وہ ان سے (حق کو) سن نہیں سکتے، وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ (ان سے بھی) زیادہ گمراہ، وہی لوگ ہی غافل ہیں‘‘۔

(الأعراف، ۷: ۱۷۹)

المختصر یہاں مردوں سے مراد کافر اور نہ سننے سے مراد، نہ ماننا ہے۔

تفاسیر کی روشنی میں

آیئے اس کی مزید وضاحت کے لیے مختلف تفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں:

☆ قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی فرماتے ہیں:

انما شبهوا بالموتی لعدم انتفاعهم باستماع ما یتلی علیهم کما شبهوا بالصم في قوله ﴿وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾.

’’کفار کو مُردوں سے محض اس لئے تشبیہ دی گئی کہ وہ کلام حق سن کر فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اثر پذیر نہیں ہوتے جیسے ان کو اس فرمان باری تعالیٰ میں بہروں سے تشبیہ دی گئی۔ ’’نہ تم بہروں کو پکار سنا سکو جب وہ پیٹھ دے کر بھاگ جائیں، اس حال میں ان کو سنانا بہت دور ہے‘‘۔

(بیضاوی، أنوار التنزیل وأسرار التاویل، ٤: ٢٧٧)

☆ امام رازی فرماتے ہیں:

فالله سبحانه وتعالیٰ قطع محمداً ﷺ عنهم بأن بین له أنهم کالموتی وکالصم وکالعمی فلا یفهمون ولا یسمعون ولا یبصرون ولا یلتفتون الی شيء من الدلائل وهذا سبب لقوة قلبه علیه الصلاة والسلام علی اظهار الدین کما ینبغي.

’’سو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ان منکرین سے ایمان لانے کی امید ختم کر دی اور آپ پر واضح کر دیا کہ وہ مردوں کی طرح ہیں، بہروں کی طرح ہیں، اندھوں جیسے ہیں، نہ حق کو سمجھیں، نہ حق بات سنیں، نہ چشم بصیرت سے دیکھیں، نہ دلائل نبوت کی طرف توجہ کریں اور یہی حضور کے قلب اطہر کی طاقت کا سبب ہے کہ دین کا جیسا چاہیے غلبہ ہو کر رہے گا اور یہ فرمان باری تعالیٰ:

ان تسمع الا من یومن بایتنا.

’’آپ تو صرف ان کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں‘‘۔

یعنی آپ کا سُنانا تو صرف ان کو نفع دے گا، جن کے متعلق اللہ جانتا ہے کہ وہ آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، یعنی دل سے ان کو حق سچ یقین کرتے ہیں، وہی مخلص مسلمان ہیں۔ (تفسیر کبیر، ٢٤، ٢١٦)

☆ علامہ آلوسی، روح المعانی میں فرماتے ہیں:

انما شبهوا بالموتی علی ما قیل لعدم تاثرهم لما یتلی علیهم من القوارع، ...... وقیل لعل المراد تشبیه قلوبهم بالموتی فیما ذکر من عدم الشعور......شبهوا بالموتی لانهم لا ینتفعون بما یتلی علیهم.

’’کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ وہ تنبیہات جو ان پر پڑھی جاتی ہیں، ان

سے وہ متاثر نہیں ہوتے۔۔۔ اور کہا گیا کہ شاید ان کے دلوں کو مردوں سے تشبیہ، ان کے عدم شعور کی وجہ سے ہے۔۔۔ ان کو مردوں سے تشبیہ دی گئی اس لئے کہ وہ پڑھی جانیوالی آیات سے فائدہ نہیں اٹھاتے''۔

(علامہ سید محمود آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ۲۰/۱۷)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

قرآن سے مردوں اور بہروں کی وضاحت کے بعد آیئے! احادیث مبارکہ کی روشنی میں سماعِ موتی کی وضاحت کرتے ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ.

''بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چل دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے''۔

☆ حضرت انس بن مالک نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے روز کفار قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینکنے کا حکم فرمایا تھا۔ میدانِ بدر سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کنوئیں کی منڈیر پر جا پہنچے اور ان لوگوں کے نام مع ولدیت لے کر مخاطب فرمایا کہ اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں! کیا یہ بات تمہیں اچھی لگتی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے۔ بے شک ہمارے رب نے ہم سے جس چیز کا وعدہ فرمایا تھا وہ ہمیں حاصل ہوگئی۔ بتاؤ جس کا اس نے تمہارے لیے وعدہ کیا تھا وہ تمہیں مل گئی ہے یا نہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر عرض گزار ہوئے:

يَا رَسُولَ اللهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا؟

''یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن کے اندر روحیں نہیں ہیں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ.

''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے''۔

قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک گونہ زندگی ڈالی، تاکہ وہ سنیں اور آپ کے ارشادِ عالی سے ان کی بیخ کنی، ذلت، سزا اور حسرت وندامت کا اظہار ہوجائے۔''

(بخاري، الصحيح، ٤: ١٤٦١، رقم: ٣٧٥٧)

شارحین حدیث

ملاعلی قاری: ثبت بالاحاديث ان الميت يعلم من يكفنه ومن يصلی عليه ومن يحلمه ومن يدفنه...... فيه دلالة علی حياة الميت فی القبر، لان الاحساس بدون الحياة ممتنع عادة. (المرقاة المفاتيح، شرح، مشكوة المصابيح. ١، ص١٩٨)

''احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ ''بے شک میت جانتی ہے کہ کون اس کو کفن پہنا رہا ہے، کون اس پر نماز جنازہ پڑھ رہا ہے، کون اس کو اٹھا رہا ہے اور کون اس کو دفن کررہا ہے۔۔۔'' اس میں قبر میں میت کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ زندگی کے بغیر احساس عرفِ عادت میں ممکن نہیں''۔

علامہ زمخشری: قال الزمخشری فی قوله: (انک لا تسمع الموتی) شهوا بالموتی وهم احياء لان حالهم كمال الاموات.

علامہ زمخشری نے کہا آیت کریمہ (انك لا

تسمع الموتی)میں کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی، حالانکہ وہ زندہ تھے، اس لیے کہ ان کا حال مردوں کا سا تھا۔

(عینی عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ۱۷۔۹۷)

امام ابن حجر عسقلانی: هو مجاز والمرد بالموتی او فی حال من سکن القبر وعلی هذا لا یبقی فی الکیة دلیل مانفته عائشه .

''یہ مجاز ہے مردوں اور قبروں والوں سے مراد کافر ہے، ان زندوں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی، مطلب یہ کہ یہ لوگ مردوں اور اہل قبور کی سی حالت میں ہیں، اس صورت میں سیدہ عائشہ j کی اس آیت میں نفی والی دلیل نہ رہی''۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ۷۔۳۵۳)

خلاصہ مبحث

قرآن کریم نے آنکھوں والوں کو اندھا۔۔۔ کانوں والوں کو بہرہ۔۔۔ بولنے والون کو گونگا۔۔۔ اور زندہ کو مردہ کہا ہے کہ حق بات نہیں سنتے، کلمہ حق نہیں بولتے، ایمان کے آثار نہیں دیکھتے، جلوہ محبوب کی رنگینیوں سے محروم ہیں، مقصد حیات سے بے خبر ہیں، حق کے خلاف اور باطل کی حمایت میں لڑتے ہیں اس لئے یہ زندہ نہیں بلکہ مردہ ہیں۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ٥

یہ بہرے، گونگے (اور) اندھے ہیں پس وہ (راہِ راست کی طرف) نہیں لوٹیں گے٥ (البقرہ،۲:۱۸)

اس کے مقابلے میں جنہوں نے مقصد حیات پا لیا وہ مرکر بھی زندہ ہیں ان کے جنازے پڑھے گئے، تجہیز وتکفین ہوگئی، جسموں کے ٹکڑے ہو گئے، خون بہہ گئے، جسم کے اعضاء کٹ گئے، بچے یتیم، عورتیں بیوہ ہوگئیں، ترکہ تقسیم ہوگیا، قبریں بن گئیں مگر زندہ ہیں۔ فرمایا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مُردہ ہیں۔ (البقرہ،۲:۱۵۴)

بلکہ سورہ آل عمران میں تو راہ حق میں شہیدوں کو مردہ خیال کرنے سے بھی سختی سے منع فرما دیا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. (آل عمران،۳:۱۶۹۔۱۷۱)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں ہرگز مردہ خیال (بھی) نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے ربّ کے حضور زندہ ہیں انہیں (جنت کی نعمتوں کا) رزق دیا جاتا ہے''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ٥

''کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیاں کما رکھی ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انہیں اُن لوگوں کی مانند کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (کہ) اُن کی زندگی اور ان کی موت برابر ہو جائے۔ جو دعویٰ (یہ کفّار) کر رہے ہیں نہایت برا ہے''۔ (الجاثیہ،۴۵:۲۱)

جب نیک وبد کے اعمال برابر نہیں، ان کی زندگی اور موت برابر نہیں تو ان کی زندگی وموت کے اوصاف وآثار کیونکر ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟

تعزیت: گذشتہ ماہ درج ذیل احباب کے اعزاء واقارب قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ☆ محترم علامہ غلام ربانی تیمور (ناظم تربیت) کی ہمشیرہ محترمہ

☆ محترم چوہدری محمد ریاض (سیکیورٹی انچارج مرکزی سیکرٹریٹ) کی والدہ محترمہ

☆ محترم شیخ محمد اشرف حیدری (TMQ پاکپتن) کی ہمشیرہ محترمہ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مقام مصطفیٰ ﷺ اور شان غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جس طرح اللہ رب العزت کی ذات حدود سے ماوراء ہے اسی طرح اس کے کلام کے معنی و مفہوم کی بھی کوئی حد نہیں۔ قرآن ایک سمندر ہے، اس سے کسبِ فیض کرنے کا انحصار آیاتِ قرآنیہ پر غور وفکر کرنے والے کی استعداد و قابلیت پر ہے۔ اس سمندر میں غوطہ زنی کرنے والا اگر صرف مفسر ہوگا تو تفسیر کے موتی چن کر لے آئے گا۔۔۔ اگر فلسفی ہوگا تو فلسفے کے موتی چن کے لائے گا۔۔۔ اگر نحوی ہوگا تو نحو کے موتی چن کر لائے گا۔۔۔ اگر عالم ہوگا تو علم کے موتی چن کر لائے گا۔۔۔ اگر عارف اور عاشق ہوگا تو عرفان اور عشق کے موتی چن کے لے آئے گا۔۔۔ اگر نسبتِ عشق کا حامل ہوگا تو عشق والی تفسیر کرے گا۔۔۔ اگر نسبتِ معرفت کا حامل ہوگا تو معرفت والی تفسیر کرے گا۔

قرآن مجید کی متعدد آیاتِ مبارکہ سے ہمیں مقام مصطفیٰ ﷺ سے آشنائی نصیب ہوتی ہے۔ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی آگہی کی حامل ایسی ہی ایک آیتِ مبارکہ سورۃ الفاتحہ میں بھی ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ. (الفاتحہ:۵)

اس آیت کا عمومی ترجمہ اور تفسیر جو بیان کی جاتی ہے، وہ تو یہ ہے کہ اللہ کے بندے اس دعا کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ ''مولا ہمیں سیدھا راستہ دکھا''۔

مگر متعدد ائمہ، تابعین اور مفسرین کے نزدیک یہ آیت کریمہ آقا علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

صراطِ مستقیم ۔۔۔ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب ''الشفاء'' میں ص۵۴ پر بیان فرماتے ہیں کہ

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کے ذریعے بندہ خدا کی بارگاہ میں صرف یہ عرض کرتا ہے کہ مولا! وہ دکھادے جسے تو صراط مستقیم کہتا ہے۔۔۔ ہماری آنکھوں سے پردہ ہٹادے اور اس ذات کا جلوہ دکھادے جسے تو صراط مستقیم کہہ رہا ہے۔ صراط مستقیم کی ہدایت کی یہ دعا سورۃ الفاتحہ میں آئی ہے۔ سورۃ فاتحہ کا مقام ومرتبہ اللہ رب العزت نے اس قدر بلند رکھا کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لا صلوة لمن لا يقراء بفاتحه الكتاب.

(ابن حبان، الصحیح، ۵:۸۲، رقم:۱۷۸۲)

اس شخص کی نماز ہی نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دعا میں وہ کون سی خاص بات، خاص نسبت، معرفت اور ذات کا تعلق بیان کیا جارہا ہے کہ اللہ رب العزت نے اس خاص دعا کو سورۃ فاتحہ میں شامل کردیا۔

امام ابوالعالیہ حضرت عبداللہ ابن عباس کی

روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ رب العزت نے بندے کو فرمایا ہے کہ وہ صراط مستقیم کے الفاظ کے ساتھ میری بارگاہ میں دعا مانگے، صراط مستقیم سے مراد کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں:

صِرَاطُ الْمُسْتَقِيْم هُوَ مُحَمَّد ﷺ.

’’صراط مستقیم ذات مصطفیٰ ﷺ ہے‘‘

اس معنی کی رُو سے جب بندہ دعا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اے مولا ہمیں معرفتِ مقام مصطفیٰ ﷺ عطا کردے۔۔۔ ہمیں وہ روشنی، ہدایت، نور اور وہ رستہ عطا کردے جو معرفتِ حقیقتِ مصطفیٰ ﷺ تک لے جائے۔ اور ہمیں مقام مصطفیٰ ﷺ اور حقیقت مصطفیٰ ﷺ سے آشنا کردے۔

اس بات کو امام ابن جریر طبری نے تفسیر طبری، حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر اور امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے۔ (تفسیر طبری، ۱:۵۶، تفسیر ابن کثیر، ۱:۲۶)

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سورۃ الفاتحہ میں مذکور صراط مستقیم کی دعا سے مراد یہ ہے کہ گویا خدا اپنے بندوں کو خود ایک طریقہ، ایک اسلوب اور ایک رستہ دکھارہا ہے کہ اگر ایسی دعا مانگنا چاہتے ہو جو میری بارگاہ میں شرف قبولیت بھی حاصل کرلے تو میری بارگاہ میں صرف یہ کہو کہ اے مولا مجھے صراط مستقیم یعنی مقام مصطفیٰ ﷺ کی معرفت عطا کردے۔۔۔ مجھے مقام مصطفیٰ ﷺ کی ہدایت عطا کردے۔۔۔ میری آنکھوں سے پردہ ہٹادے کہ میں مقام مصطفیٰ ﷺ کو خود اپنی نگاہوں سے تک لوں۔ معلوم ہوا مقام مصطفیٰ ﷺ کی معرفت ہی ہدایت ہے اور مقام مصطفیٰ ﷺ کی معرفت کا نہ ہونا ضلالت ہے۔

صراط مستقیم کیا ہے؟

صراطِ مستقیم کی ایک وضاحت اللہ رب العزت نے خود بھی اسی مقام پر فرمادی۔ ارشاد فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. (الفاتحہ:۶)

’’ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا‘‘۔

گویا اللہ رب العزت فرمارہا ہے کہ اے بندے! اس طرح دعا مانگ کہ مولا ان کا راستہ دکھا کہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔۔۔ ان کا راستہ دکھا کہ جن کو تو نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں فنا کیا ہے۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جن کی نگاہوں کو مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے آشنا کیا۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جو درِ مصطفیٰ ﷺ پہ جھکے رہتے ہیں۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جو بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے چاکر رہتے ہیں۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جن کو حضور ﷺ کی حضوری عطا کی ہے۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جو عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں مستغرق رہتے ہیں۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جو مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے سمندر میں غوطہ زن رہتے ہیں۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جن کی نگاہوں کے سامنے دن رات چہرۂ مصطفیٰ ﷺ رہتا ہے۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جو مقامِ مصطفیٰ ﷺ میں فنا رہتے ہیں۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جو اویس قرنیؓ ہوں تو باوضو رہ کر دن رات یادِ محبوب میں گم رہتے ہیں۔۔۔ ان کا راستہ دکھا جو ابوالعباس مرسی ہوں، جن کا عالم یہ ہے کہ دن رات چہرہ مصطفیٰ ﷺ ان کی نگاہوں کے سامنے رہتا ہے اور جس لمحے چہرہ مصطفیٰ ﷺ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوجائے، اس لمحہ میں وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔

حقیقتِ مقامِ مصطفیٰ ﷺ

امام ابوعبدالرحمٰن سلمی سے کسی نے پوچھا کہ اللہ نے حقیقت مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا ہے، وہ حقیقت کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ اس حقیقت کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن میں کردیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا. (البقرہ: ۲۵۶)

''تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لئے ٹوٹنا (ممکن) نہیں''۔

اس آیت میں مذکور دامن اور مضبوط حلقہ عُرْوَةِ الْوُثْقٰی درحقیقت ذاتِ محمد ﷺ ہے۔

پھر پوچھا کہ کسی قسم کا تمسک اختیار کریں؟ فرمایا:

یہ حلقہ اور دامن ایسا ہے جو خدا سے جڑا ہوا ہے، جو اس حلقہ و دامن سے جڑ جاتا ہے وہ بھی خدا سے جڑ جاتا ہے۔ مقام مصطفیٰ ﷺ یہ ہے کہ جو دامن مصطفیٰ ﷺ میں داخل ہوجائے۔۔۔ جو نسبت میں مصطفیٰ ﷺ میں شامل ہوجائے۔۔۔ جو عشق مصطفیٰ ﷺ میں فنا ہوجائے تو دامن مصطفیٰ ﷺ ہر ایک عاشق کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ جب عاشق سچا عاشق ہوکر مقام عشق مصطفیٰ ﷺ کی معرفت لے کر درِ مصطفیٰ ﷺ پر گداء بن کر جھک جاتا ہے تو وہ در کبھی غلام کو خالی جھولی نہیں بھیجتا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے پوچھا گیا کہ آپ معرفت عشق مصطفیٰ ﷺ اور شان مصطفیٰ ﷺ کا ذکر خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

میں شان مصطفیٰ ﷺ کو گھٹانے یا بڑھانے والا کون ہوں؟ میری کیا مجال کہ میں مقام مصطفیٰ ﷺ کو بڑھا سکوں۔ مقام مصطفیٰ ﷺ تو وہ ہے جس کو بڑھانے والی ذات خود خداوند تعالیٰ کی ہے، جس مقام کو خود خدا بلند کررہا ہو مخلوق کی کیا مجال کہ کوئی اس میں مداخلت کرسکے۔

مقام مصطفیٰ ﷺ تو یہ ہے کہ جہاں مقامِ مصطفیٰ ﷺ ہے، اس مقام سے اوپر تو صرف خدا کا مقام ہے اور مقام مصطفیٰ ﷺ اور خدا کے مقام کے درمیان کسی اور کا مقام نہیں۔ مقام مصطفیٰ ﷺ کو اوپر لے جائیں تو کہاں لے جائیں، ظاہر ہے کہ خدا تو بنا نہیں سکتے۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں کرسکتے۔ بس ماجرا صرف اتنا ہے کہ

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم کیا جانئے کیا ہو

یہ مقام مصطفیٰ ﷺ وہ ہے جو دن رات خود خدا بلند کررہا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ. (الانشراح: ۴)

''اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا''۔

ابن عطا فرماتے ہیں کہ

جَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِنْ ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِیْ.

محبوب تجھے سراپائے ذکر بنادیا جس نے تیرا ذکر کرلیا اس نے میرا ذکر کرلیا۔ (کتاب الشفاء، ۴۸)

اطمینانِ قلب کیونکر ممکن ہے؟

ارشاد فرمایا:

اَلَا بِذِکْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد: ۲۸)

''جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے''۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اللہ کے ذکر سے کیا مراد ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر سے مراد ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

گویا خدا یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے شمائل کی بات کرو، وہ میرا ذکر ہے۔۔۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی صفات کی بات کرو، وہ میرا ذکر ہے۔۔۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کے جمال کی بات، کرو وہ میرا ذکر ہے۔۔۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کے کمال کی بات کرو، وہ میرا ذکر ہے۔۔۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی ادا کی بات کرو، وہ میرا ذکر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جتنا میرے مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بلند کرتے رہو گے اتنا میں تمہارے قلب کو اطمینان بخشتا رہوں گا۔ جیسے جیسے میرے

مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کو ارفع و اعلیٰ کرتے رہو گے ویسے ویسے تمہارے دل کو اطمینان ملتا رہے گا کیونکہ درحقیقت ذکر مصطفیٰ ﷺ، اللہ ہی کا ذکر ہے۔ اس لئے فرمایا:

فمن ذکرک ذکرنی.

’’جس نے تیرا ذکر کرلیا اس نے میرا ذکر کرلیا‘‘

ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ۔۔ حدود سے ماوراء

ذکر مصطفیٰ ﷺ اور رفعت مقام مصطفیٰ ﷺ کے بیان کی ایک اور شرط بھی ہے اور اس شرط کو اللہ رب العزت نے قرآن میں اس طرح بیان فرمایا:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللهِ لَا تُحْصُوْهَا.

’’اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو (تو) پورا شمار نہ کرسکو گے‘‘۔ (ابراہیم:۳۴)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں مذکور ’’اللہ کی نعمت‘‘ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی نعمت وہی ہے جو اللہ کی رحمت ہے۔ اللہ کی نعمت وہی ہے جو خدا کا فضل ہے۔ خدا کا فضل بھی ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔۔۔ خدا کی رحمت بھی ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔۔۔ خدا کی نعمت بھی ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔ خدا یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ

میں نے مصطفیٰ ﷺ کو نعمت بنادیا، اب میرے مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرو مگر کوئی ناپ تول نہ کرو۔۔۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرو، کوئی گنتی یا شمار مت کرو۔۔۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی توصیف بیان کرو تو اس کا شمار مت کرو۔ ناپے تولے بغیر جو مقام و شان مصطفیٰ ﷺ کو بیان کررہا ہے، قیامت کے روز جب اس کا نامہ اعمال خدا کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، تب خدا فرمائے گا کہ فرشتو! جب یہ بندہ میرے محبوب کی توصیف بیان کرتے ہوئے ناپ تول نہیں کرتا تھا تو آج اس کو جزا دینے کا وقت آیا ہے۔ لہذا میں بھی بغیر حساب کتاب کے اسے جنت میں بھیج رہا ہوں۔ اس لئے کہ یہ بندہ جب میرے محبوب کا ذکر ناپے تولے بغیر کرتا تھا تو آج اس کو اجر بھی ناپے تولے بغیر عطا کروں گا۔

مقام مصطفیٰ ﷺ کی جستجو اور مقام عشق مصطفیٰ ﷺ کی تلاش وہ نعمت ہے کہ جو اس میں لگ جاتا ہے وہ معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہوجاتا ہے۔ اسے اس تلاش میں معرفت کے ہی موتی ملتے ہیں جس کی تلاش میں یہ گم تھا۔

جنت میں داخلہ، ذکرِ مصطفیٰ ﷺ سے مشروط

امام قسطلانی المواہب اللدنیہ میں ایک بڑا لطیف نکتہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ جو محض قرآن کے عالم ہوں گے جب ان کا حساب و کتاب ہوگا تو اللہ تعالیٰ حکم صادر کرے گا کہ ان کو دوزخ میں بھیج دو مگر دوزخ میں بھیجنے سے پہلے اللہ رب العزت فرشتوں کو فرمائے گا کہ اس بندے کے دل میں اگر برائے نام بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ موجود ہے تو اس کو بھی نکال دو کیونکہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوگا وہ کبھی دوزخ میں جل نہیں سکتا۔ جس کی زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہوگی، جس کے جسم کا ذرہ ذرہ عشق مصطفیٰ ﷺ سے معمور ہوگا وہ جسم کبھی دوزخ کا ایندھن نہیں بن سکتا۔

پھر جب ان کی سزا کا وقت ختم ہوجائے گا تب اللہ رب العزت جبرائیل امین کو فرمائے گا کہ جبرائیل میرے اس بندے کے دل میں ذکر مصطفیٰ ﷺ دوبارہ پیدا کردو۔ اسے ذکر مصطفیٰ ﷺ یاد دلا دو کیونکہ میں اسے اب جنت میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ جنت میں اس وقت تک میں اسے نہیں بھیج سکتا جب تک اس کے دل میں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ موجود نہ ہو۔

قرآن مجید میں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ رب العزت نے مقام مصطفیٰ ﷺ کو قرآن میں جابجا بیان کیا۔ ماجرا صرف یہ تھا کہ آقا علیہ السلام کی جو

ادا خدا کو پسند آجاتی، اس ادا کو قرآن میں بیان فرمادیتا۔

☆ جب خدا کی نگاہ نفسِ مصطفیٰ ﷺ پر پڑی تو نفس مبارک مصطفیٰ ﷺ کا ذکر قرآن میں کردیا اور فرمایا:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ.

’’بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے‘‘۔ (التوبہ:۱۲۸)

☆ جب چہرہ مبارک پر نگاہ پڑی تو اس کا ذکر بھی قرآن میں کردیا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ.

’’(اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں‘‘۔ (البقرہ:۱۴۴)

☆ حضور ﷺ کے چشمان مقدس پسند آگئیں تو چشمانِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر قرآن میں کردیا:

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ. (الحجر:۸۸)

’’آپ ان چیزوں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے‘‘۔

کہ محبوب اپنی ان نگاہوں کو ان چیزوں پر اٹھا کر نہ دیکھئے جو ان کافروں کے لئے بناکر رکھی ہیں۔ آپ کی نگاہوں کو تو میں نے کسی اور جلوے کے لئے سجا کر رکھا ہے۔

☆ آقا علیہ السلام کی بصارت مبارک پر نگاہ پڑی تو پسند آگئی اور قرآن میں ذکر کردیا کہ

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی. (النجم:۱۷)

’’اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی)‘‘۔

کہ محبوب آپ کی نظر میں محبت کا یہ کمال تھا کہ ایک لمحہ بھر بھی نہ جھکی اور ادب کا یہ کمال تھا کہ ایک لمحہ بھر بھی حد سے نہ بڑھی۔ ادب بھی تھا، حد بھی تھی، محبت بھی تھی، یہی تو نگاہ مصطفیٰ ﷺ کا عالم تھا جس پر شاعر نے کیا خوب کہا کہ

یہ احترام تمنا یہ احتیاط جنوں
کہ تیری بات کروں اور تیرا نام نہ لوں

☆ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کان مبارک پر نظر پڑی تو پسند آگئے اور قرآن میں ذکر کردیا:

وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ. (التوبہ:۶۱)

محبوب وہ آپ کے کان مبارک کا ذکر کرتے ہیں آپ فرمادیں: یہ کان تو تمہارے لئے بھلائی کا باعث ہیں‘‘۔

☆ پھر نگاہ، زبان مصطفیٰ ﷺ تک پہنچ گئی تو زبان مصطفیٰ ﷺ پسند آگئی تو خدا نے فرمادیا:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی. (النجم:۳،۴)

’’اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ اُن کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے‘‘۔

محبوب جو آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ آپ کی زبان نہیں وہ تو وحی خدا ہوجاتا ہے اگر جلی ہو تو قرآن ہوجاتا ہے اور اگر خفی ہو تو حدیث ہوجاتا ہے۔

☆ نگاہ خدا صدرِ مصطفیٰ تک پہنچی تو پسند آگیا اور قرآن میں ذکر کردیا:

فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ. (الاعراف:۲)

’’سو آپ کے سینۂ (انور) میں اس (کی تبلیغ پر کفار کے انکار و تکذیب کے خیال) سے کوئی تنگی نہ ہو (یہ تو اتاری ہی اس لیے گئی ہے)‘‘۔

محبوب آپ اپنے سینہ اقدس پر ان کفار کی باتوں کا کوئی حرج نہ لایا کریں کیونکہ آپ پر تو ہر وقت ہماری نگاہ رہتی ہے۔ جب آپ صبر کریں گے، غزوات میں کفار و مشرکین کے ظلم کو برداشت کرتے ہیں تو ہماری نگاہیں آپ کو تکتی رہتی ہیں:

وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا.

’’اور (اے حبیبِ مکرّم! اِن کی باتوں سے غمزدہ نہ ہوں) آپ اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر جاری رکھئے بے شک آپ (ہر وقت) ہماری آنکھوں کے سامنے (رہتے) ہیں‘‘۔ (الطّور:۴۸)

☆ پھر آقا علیہ السلام کے قدم مبارک پر نگاہ پڑی تو قدم مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کردیا فرمایا:

عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی. (طٰہٰ:۲)

’’ہم نے آپ پر قرآن (اس لیے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں‘‘

قدم تو کئی اور لوگوں کے بھی سوجتے ہوں گے مگر جب حضور ﷺ کے قدم مبارک متورم ہوئے تو خدا سے رہا نہیں گیا۔ اسی وقت جبرائیل کو پیغام دے کر بھیج دیا۔

☆ جب آقا علیہ السلام کے پوری کامل صورت پر نگاہ پڑی تو خدا نے صورت مبارک مصطفیٰ ﷺ کا ذکر قرآن میں کردیا اور فرمادیا کہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ.

’’بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے‘‘۔ (التین:۴)

کہ ہم نے اس انسان یعنی اس ذات مصطفیٰ ﷺ کو حسن کا منتہی کمال بنادیا۔

☆ حضور ﷺ کے اخلاق پر نگاہ پڑی تو اس اخلاق کا ذکر بھی قرآن میں فرمادیا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (القلم:۴)

’’اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)‘‘۔

اس لئے کہ سب کے اخلاق تو آپ کے قدموں سے پھوٹتے ہیں جو آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ اخلاق بن جاتا ہے۔

☆ حضور ﷺ کے عمرِ مبارک پر نگاہ پڑی تو عمر مصطفیٰ ﷺ کی قسم کھالی، فرمایا:

لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ.

’’(اے حبیبِ مکرّم!) آپ کی عمرِ مبارک کی قَسم، بے شک یہ لوگ (بھی قومِ لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگرداں پھر رہے ہیں‘‘۔ (الحجر:۷۲)

الغرض قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی ہر ہر ادا کی قسم کھائی ہے۔

شانِ غوث الوریٰ

جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی ہر ہر ادا کو قرآن میں بیان کرتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی امت کے اولیاء کو اپنی بارگاہ سے خاص فیض عطا نہ کرے۔ جب خدا ادائے مصطفیٰ ﷺ کی قسم کھارہا ہے، مقام مصطفیٰ ﷺ کو بیان کررہا ہے، شرف مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ کررہا ہے تو وہ لوگ جن کی اپنی ذات، ذاتِ مصطفیٰ ﷺ میں فنا تھی، ان کا عالم کیا ہوگا۔ سیدنا غوث الوریٰ غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں:

وکل ولی له قدم وانی علی قدم النبی بدرالکمال. (فیوض غوث یزدانی ترجمہ الفتح الربانی:۶۱)

کہ ہر ولی کو اللہ کی بارگاہ سے ایک قدم ملتا ہے۔۔۔ ایک ولایت کا رنگ ملتا ہے۔۔۔ ایک مقام ملتا ہے، کسی ولی کو رنگِ عیسیٰ ملتا ہے۔۔۔ کسی ولی کو رنگِ موسیٰ ملتا ہے۔۔۔ کسی ولی کو رنگِ ابراہیم ملتا ہے۔ جو رنگ مجھے ملا ہے وہ رنگ مصطفیٰ ﷺ ہے۔۔۔ جو قدم مجھے ملا ہے وہ قدم مصطفیٰ ﷺ سے ملا ہے۔ ہر ولی کا الگ قدم ہے اور میں تو قدمِ مصطفیٰ ﷺ پر فائز ہوں۔ مصطفیٰ ﷺ کا مقام یہ ہے کہ وہ بدرالکمال ہیں یعنی وہ منتہائے کمال کے بھی بدر ہیں۔ جن کا بدر منتہائے کمال پر ہوگا، ان کی ذات میں فنا ہونے والے کا عالم کیا ہوگا۔۔۔؟

سیدنا غوث الوریٰ کی فنائیت کا عالم یہ تھا کہ آپ کا وجود بھی وجود مصطفیٰ ﷺ میں فناء تھا۔۔۔ آپ کا حسن بھی حسن مصطفیٰ ﷺ میں فنا تھا۔۔۔ آپ کا ظاہر بھی ظاہر مصطفیٰ ﷺ میں فنا تھا۔۔۔ آپ کا باطن بھی باطن مصطفیٰ ﷺ میں فنا تھا۔۔۔ آپ کا جمال بھی جمال

مصطفیٰ ﷺ میں فنا تھا۔۔۔ آپ کا کمال بھی کمال مصطفیٰ ﷺ میں فنا تھا۔۔۔ آپ کا سر بھی سر مصطفی ﷺ میں فنا تھا۔۔۔ آپ کا سِر السر بھی سر السرا لمصطفی ﷺ میں فنا تھا۔۔۔ آپ کا پورا وجود مصطفیٰ ﷺ میں اس طرح فنا تھا کہ جب آپ زبان سے یہ کلمہ نکالتے تھے کہ

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِ وَلّی اللّٰه.

کہ میرا یہ قدم حضور ﷺ کی امت کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ وہ ظاہراً قدم غوث الوریٰ تھا لیکن باطناً و حقیقتاً قدم مصطفیٰ ﷺ تھا۔ اس لئے کہ ان پر رنگ ہی حضور ﷺ کا رنگ تھا۔۔۔ ان کا عشق بھی حضور ﷺ کے عشق میں رنگا ہوا تھا، ان کی معرفت بھی حضور ﷺ کی معرفت میں گم تھی۔۔۔ ان کے کمال میں حضور ﷺ کا کمال جھلکتا نظر آتا تھا۔

حضور غوث الوریٰؓ کا کمال حضور سیدنا قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدینؒ میں جھلکتا نظر آتا تھا۔حضور پیر صاحب پر جمال غوث الوریٰ کا رنگ تھا۔۔۔ جو ان پر ہیبت تھی وہ ہیبت غوث الوریٰ تھی۔۔۔ جو ان پر حسن تھا وہ حسن غوث الوریٰ تھا۔۔۔ جو ان کی جھلک تھی وہ جھلک غوث الوریٰ تھی۔۔۔ وہ مظہر ہی غوث الوریٰ کے تھے۔ سیدنا غوث الوریٰ، مظہرِ مصطفیٰ ﷺ تھے اور ذات مصطفیٰ ﷺ مظہرِ خدا تھی۔

مظہریت کا یہ فیض جو حضور سیدنا طاہر علاؤالدین کو ملا اس فیض کے کمالات آج منہاج القرآن میں دنیا دیکھ رہی ہے۔ یہ اسی فیض کی جھلک ہے جو شیخ الاسلام کے علم و فکر میں ملتا ہے۔۔۔ یہ وہی فیض ہے جو منہاج القرآن میں ملتا ہے۔۔۔ یہ اسی فیض کی وسعت، جامعیت اور اکملیت ہے کہ جدھر چلے جائیں، وہیں فیض غوث الوریٰ نظر آتا ہے۔ جہاں نگاہ اٹھالیں وہاں نگاہ غوث الوریٰ نظر آتی ہے۔ اس لئے کہ سیدنا غوث الاعظم نے فرمایا کہ میرے تصرف کا عالم یہ ہے کہ

نظرت الی بلاد الله جمعا کخردلة علی حکم اتصالی.

کہ میری نگاہ پوری دنیا کو اس طرح دیکھتی ہے جیسے میری ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ ہو۔

جن کی نگاہ میں پوری کائنات سمٹ کر آجائے تو ان کا فیض جس جس کو ملا، اس کا عالم کیا ہوگا۔۔۔؟ تصرف سیدنا قدوۃ الاولیاء کا عالم کیا ہوگا۔۔۔ ان کا فیض آج خانوادہ غوث الوریٰ کی صورت میں مل رہا ہے۔ شیخ الاسلام میں جو جھلک نظر آتی ہے یہ کرم انہی کا کرم ہے، یہ فیض انہی کا فیض ہے، یہ نظر انہی کی نظر ہے۔ جب تک یہ نظر و فیض جاری ہے۔ خدا کی عزت کی قسم کوئی شخص بھی منہاج القرآن سے یہ بلندی و علُو نہیں چھین سکتا۔

اس فیض و نظر کا مستحق بنے رہنے اور اس فضل و کرم سے دائماً مستفید و مستفیض رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا سر بھی درِحضور غوث الوریٰ پر جھکا ہو۔۔۔ ہمارا جینا مرنا بھی حضور سیدنا غوث الوریٰ کی بارگاہ میں ہو۔۔۔ ہم فنا ہوں تو بارگاہِ غوث الوریٰ میں ہوں۔۔۔ ہماری زندگیاں قربان ہوں تو بارگاہِ غوث الوریٰ میں ہوں۔۔۔ آج اگر علم، عمل، معرفت، علم لدنی، معرفت قرآن کا فیض لینا چاہتے ہیں تو حضور غوث الاعظمؓ سے اپنی نسبت کو مزید پختہ کرنا ہوگا۔

رفقاء و کارکنان تحریک حضور قدوۃ الاولیاء حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادیؒ کے ساتھ متمسک ہوجائیں۔ ہمارے لئے یہی دامن ہے کیونکہ ان کا دامن حضور غوث الاعظم کے ساتھ جڑا ہے اور حضور غوث الاعظم کا دامن، دامن مصطفیٰ ﷺ سے جڑا ہے۔ یہی نسبتیں ہیں جو ہمیں کچھ عطا کرتی ہیں۔ اگر آج ان نسبتوں کی لاج نہ رکھی تو کچھ عطا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نسبت اور ان فیوضات و توجہات کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ)

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام

31 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس 2015ء

ماہ ربیع الاول پوری مسلم دنیا کیلئے خوشی اور مسرت کا احساس لے کر آتا ہے۔ اس مبارک مہینے کی خوشیوں کے آگے ہماری ذاتی اور اجتماعی خوشیاں ہیچ ہیں۔ میلاد کا سب سے بڑا پیغام محبت، امن اور سلامتی ہے۔ اس ماہ میں تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے وابستگان اور کارکنان پوری دنیا میں محافل میلاد کا انعقاد کر کے دنیا کو امن، سلامتی، محبت، برداشت اور احترام انسانیت کا پیغام دیتے ہیں۔ امسال منعقدہ محافل میلاد اور دعائیہ تقاریب میں سانحہ ماڈل ٹاؤن، سانحہ پشاور اور پاک فوج کے شہداء اور ملکی سلامتی کیلئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ حضور ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر کائنات میں کوئی خوشی نہیں، ذات مصطفی ﷺ سے کمزور پڑنے والے تعلق کو بحال اور مضبوط کرنے کیلئے ماہ میلاد بہترین مہینہ ہے۔ دنیا بھر میں آقا ﷺ کے میلاد کی خوشیوں کا ہر سطح پر انعقاد منہاج القرآن کا طرۂ امتیاز بن چکا ہے۔ ماہ ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، نماز مغرب کے بعد خصوصی نوافل ادا کئے گئے۔ مرکزی سیکرٹریٹ اور منہاج یونیورسٹی اورتحریک کے تمام مرکزی تعلیمی ادارہ جات پر چراغاں کیا گیا۔ ضیافت میلاد کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ، یوتھ لیگ، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ، علماء کونسل اور دیگر فورمز کے زیر اہتمام ضیافت میلاد اور محافل میلاد منعقد کی گئیں۔

ملک میں دہشت گردی کے خطرات اور شدید ترین سرد موسم کے باوجود تحریک منہاج القرآن نے سابقہ روایت برقرار رکھتے ہوئے 31 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس 3 جنوری 2015ء کی شب مینار پاکستان کے سبزہ زار میں منعقد کی۔ یہ کانفرنس ایک ہی وقت میں پاکستان کے 150 مقامات (تحصیلات/ اضلاع) کے علاوہ دنیا کے 90 ممالک میں منعقد ہوئی جسے ARY News اور منہاج ٹی وی کے ذریعے براہ راست نشر کیا گیا۔ اس کانفرنس میں ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے نامور احباب، علماء، مشائخ، اقلیتی نمائندوں، وکلاء، اساتذہ، طلبہ اور خواتین و حضرات نے لاکھوں کی تعداد میں شرکت کی۔

☆ کانفرنس کے پہلے سیشن میں نقابت کے فرائض محترم غلام مرتضیٰ علوی، محترم فرحت حسین شاہ نے ادا کئے۔ جبکہ نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت محترم حیدر برادران، محترم ہمدمی برادران، محترم شکیل طاہر، محترم ثقلین رشید (حیدر آباد)، منہاج نعت کونسل اور دیگر نے حاصل کی۔ اس عالمی میلاد کانفرنس سے مختلف مہمانان گرامی نے بھی اظہار خیال کیا۔

محترم علامہ اعجاز حسین بہشتی (رہنما وحدت المسلمین) نے خطاب کرتے ہوئے کہا امت اسلامیہ کو آج کی

رات اس عظیم مولود، خاتم المرسلین محمد عربی ﷺ کی آمد پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ رحمت، نبوت و رسالت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس لئے کہ رسالت و نبوت کا تعلق صرف مسلمانوں کے لئے ہے جبکہ رحمت کا دائرہ ہر انسان اور مخلوق تک پھیلا ہوا ہے۔ آج رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر ہمیں متفق ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کے پیغام امن و محبت کے فروغ ہی میں ہماری بقاء ممکن ہے۔

مسیحی رہنما محترم بشپ اکرم مسیح گل نے خطاب کرتے ہوئے کہا آج دل نہایت شادمان ہے اور خدا کی شکر گزاری سے بھرا ہوا ہے کہ اس پلیٹ فارم سے آپ سے مخاطب ہوں۔ دنیا کے دوسرے بڑے مذہب اسلام کے ماننے والے اہل اسلام کو حضرت محمد ﷺ کے ولادت کے موقع پر دنیا کے تمام مسیحوں کی طرف سے مبارک باد دیتا ہوں۔ اسلام اور قرآن ہمیشہ بھائی چارہ، یگانگت کا درس دیتے ہیں۔ اسلام ہم تمام کو اکٹھا کرتا ہے۔ تمام انبیاء کرام امن کا پرچار کرنے آئے۔ جب مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے پاس مسیحی قوم کا وفد آیا تو آپ ﷺ نے انہیں مسجد نبوی میں عبادت کی اجازت دی۔ یہ محبت اور بھائی چارہ کا درس ہے جو آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے تمام دنیا کو دیا۔

منہاج القرآن کے تمام رفقاء، عہدیداران، طاہرالقادری صاحب اور ان کی ساری ٹیم اس مبارک موقع پر مبارک کے مستحق ہے کہ وہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف وہ خوب کام کر رہے ہیں۔ طاہرالقادری صاحب کا اس پاکستانی قوم پر بڑا احسان ہے کہ انہوں نے موسم، بھوک، بیماری اور دیگر حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے قوم کی آواز بلند کی اور تمام لوگوں کو یکجا کیا۔ انہوں نے ساری قوم اور پاکستان کی بقاء کے لئے جو جدوجہد کی وہ قابل ستائش اور خراج تحسین کی مستحق ہے۔ میں ایک مسیحی ہونے کے ناطے منہاج القرآن اور اس کی ساری ٹیم، طاہرالقادری صاحب سے لے کر عام کارکن تک تمام کو ولادت محمد ﷺ کی مبارکباد اور اس جدوجہد کی مبارکباد دیتا ہوں۔

ہندو رہنما محترم پنڈت بھگت لال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج آمنہ کے لعل کا جنم دن ہے، عید میلاد صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب کے لوگ منا رہے ہیں۔ آپ تمام کو میلاد مصطفیٰ ﷺ کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ رسول اعظم، سلطان اعظم حضرت محمد ﷺ کے پاکیزہ قدموں میں چند اشعار پیش کرتا ہوں:

کچھ عشق محمد میں نہیں شرطِ مسلماں — ہے کوثری ہندو بھی طلبگار محمد ﷺ
اللہ رے کیا رونق ہے بازار محمد کی — معبودِ جہاں بھی ہے خریدارِ محمد ﷺ

رحمۃ اللعالمین سارے جہانوں کے لئے رحمت کا سمندر ہیں۔ اسی لئے کسی نے کہا کہ

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں — صرف مسلم کا محمد ﷺ پر اجارہ تو نہیں

میں شیخ الاسلام طاہرالقادری صاحب اور ان کے تمام کارکنان کے لئے دعا گو ہوں۔ شیخ الاسلام کو اللہ صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ وہ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کی شان میں تمام مذاہب کو لے کر خوبصورت گلدستہ سجا لیتے ہیں۔ دعا ہے کہ یہ گلدستہ اسی طرح مہکتا ہوا پوری دنیا کو مہکاتا رہے تاکہ پتہ چلے کہ ہم سب پاکستانی ایک قوم ہیں۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر محترمہ راضیہ نوید نے بھی اس موقع پر خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات امن و محبت کو بیان کیا اور دہشت گردی و انتہاء پسندی کے خاتمہ کے لئے منہاج القرآن کے کردار پر روشنی ڈالی۔

☆ دوسرے سیشن کا آغاز محترم انوار المصطفیٰ ہمدمی کی نقابت سے ہوا۔ اس سیشن میں تلاوت کی سعادت محترم قاری

نور احمد چشتی جبکہ نعت رسول مقبول ﷺ محترم امجد بلالی برادران، محترم محمد افضل نوشاہی و ہمنوا اور محترم حافظ انصر علی قادری نے پیش کی۔

اس موقع پر محترم امجد بشیر (ممبر یورپین پارلیمنٹ) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کی عالمی سطح پر دہشت گردی و انتہا پسندی کے خلاف خدمات و کردار کوتسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے یورپ میں مسلمانوں پر دہشت گردی اور انتہا پسندی کے لگنے والے الزامات کی حقیقی معنوں میں بیخ کنی کی۔ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب نے اسلام کے موقف ''امن وسکون'' کو بہتر انداز میں دنیا کے سامنے بیان کیا۔ گزشتہ ماہ میں نے محترم حسین محی الدین قادری کو یورپ کے مختلف MPs سے ملاقات کروائی۔ اس موقع پر انہوں نے اسلام کے عقائد اور تعلیمات امن کو بھرپور انداز میں پیش کیا جسے سن کر ممبران پارلیمنٹ بڑے حیران ہوئے کہ آج تک اسلام کی سلامتی اور امن کی تصویر ہم نے نہ دیکھی اور نہ سنی۔ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کا یہ کردار یورپ میں ہم بسنے والے مسلمانوں اور دیگر مذاہب والوں کے لئے بہت اچھا ہے۔ ہم مسلمانوں کو دین اسلام کے قریب لانے والے ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب ہیں۔ میں نے پاکستان میں کئی لوگوں سے ملاقات کی جو یہاں موجود محرومیوں کا گلہ کرتے ہیں لیکن وہ لوگ اس بات کا بھی برملا اظہار کرتے ہیں کہ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کی کاوشوں اور دھرنوں سے ہم محروموں اور غریبوں کو اپنے حقوق بلند کرنے کے لئے زبان اور جرأت ملی ہے۔ لوگوں کو آگہی حاصل ہوئی، یہ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب اور منہاج القرآن کا بہت بڑا کردار ہے۔

میں ہیومن رائٹس کمیٹی یورپین پارلیمنٹ کا بھی ممبر ہوں، اس حیثیت سے میں 17 جون کو منہاج القرآن میں ہونے والی پولیس دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ 6 ماہ ہو چکے مگر آج تک انصاف نہیں ملا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یورپین پارلیمنٹ کے ذریعے ان شاء اللہ میں آپ کو انصاف دلواؤں گا۔ جن لوگوں نے ہمارے 14 افراد کو شہید کیا ہے، ہم ان کو پکڑیں گے اور انصاف دلوائیں گے۔ 14 افراد شہید کرنے والوں اور کروانے والوں کی پکڑ ضرور ہوگی۔ یورپین پارلیمنٹ یہ ضرور کرے گی، اس میں ملوث ہمارے حکمران یورپ میں آ نہ سکیں گے، انہیں وہاں اس حوالے سے سخت مزاحمت کا سامنا ہوگا۔ میں پاکستان آنے سے قبل وہاں یہ کیس درج کرواکر آیا تھا اور واپس جاکر اس کی پیروی کروں گا۔

محترم خرم نواز گنڈا پور (ناظم اعلیٰ تحریک) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موسم کی سختی اور اس شدید ترین سردی کے باوجود عشاق مصطفیٰ ﷺ کی اس عالمی میلاد کانفرنس میں لاکھوں کی تعداد میں شرکت نہایت خوش آئند امر ہے، میں آپ کو خوش آمدید اور مبارکباد دیتا ہوں۔ بدقسمتی سے آج پاکستان دہشت گردی کا شکار ہے اور ہمارے حکمران اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے بجائے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ سانحہ پشاور کے دہشت گرد شاید ان کی پہنچ سے باہر ہوں مگر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے دہشت گرد جانے پہچانے ہیں، ان کے چہرے عیاں ہیں، کیمروں میں ان کی شکلیں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوچکی ہیں۔ یہ دہشت گرد کبھی اپنے انجام سے نہیں بچ سکتے۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ منہاج القرآن کے عظیم فرزند سانحہ ماڈل ٹاؤن کو بھول جائیں گے، یہ اس کی خام خیالی ہے۔ ہم مرتو سکتے ہیں مگر بھول نہیں سکتے۔ ہم نہ بکتے ہیں اور نہ جھکتے ہیں۔ ہمارے عظیم قائد ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنی عظیم جدوجہد سے یہ ثابت کردیا ہے کہ جہاں وہ دنیا میں داعی امن ہیں، امن کی علامت ہیں وہاں ان کا جذبہ ہمالیہ کی طرح بلند اور چٹانوں سے کئی زیادہ مضبوط ہے۔ ہم تب تک

چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داراوں کو انجام تک نہ پہنچا لیں۔

ہم لوگ اس معاملہ کو نہ صرف پاکستان کی عدالتوں تک لے کر گئے ہیں بلکہ یورپین پارلیمنٹ، انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیشن تک بھی لے کر گئے ہیں تاکہ دنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑا جاسکے اور بتایا جاسکے کہ ریاستی دہشت گردی کے سامنے کھڑے ہوجانے والے لوگ ابھی تک موجود ہیں۔ ان شاء اللہ دہشت گردی کی اس لہر کا ہم ایک قوم بن کر مقابلہ کریں گے اور نبی پاک ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے پاکستان کو ایسا بے مثال ملک بنائیں گے جہاں ہر خاص و عام، ہر امیر و غریب، ہر مذہب، ہر مسلک کے انسان کو برابر کے حقوق ملیں اور امن وسکون کی زندگی نصیب ہوگی۔ آیئے ہم میلاد مصطفیٰ ﷺ کو مناتے ہوئے اس بات کا عہد کریں کہ ہم ملک پاکستان کو اسلامی تعلیمات ''امن، سکون، محبت، رواداری'' کے مطابق ڈھالنے کے لئے ہر ممکن کردار ادا کریں گے اور اپنی کاوشیں جاری رکھیں گے۔ یہاں تشریف لائے تمام مہمانان گرامی سے بھی گزارش ہے کہ ایک پرامن اور عظیم پاکستان کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

مہمانان گرامی کے خطابات اور نعت خوانی کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''انسانیت سے محبت اور عدم تشدد'' کے موضوع پر خطاب فرمایا:

خطاب شیخ الاسلام

پوری امت مسلمہ اور پوری انسانیت کو حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی نعمت مبارک ہو اور تحریک منہاج القرآن و پاکستان عوامی تحریک کے وہ قائدین و کارکنان جنہوں نے یخ بستہ رات میں انتہائی شدید سردی اور دھند میں بھی مینار پاکستان پر حضور ﷺ کا میلاد Celebrate کرنے اور دنیا تک آپ ﷺ کے پیغام محبت و سیرت کو پہنچانے کا اہتمام کیا، سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کے کچھ اہم تقاضے ہیں، ان تقاضوں میں سے اہم ترین تقاضا ''انسانیت سے محبت اور عدم تشدد'' ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے مقام ومرتبہ کے بیان میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. (الانبیاء:۱۰۷)

''اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ کفار و مشرکین کے لئے بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَمْ یُبْعَثْ لَعَانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ''میں بددعا کرنے والا بن کر مبعوث نہیں ہوا بلکہ میں سراپا رحمت بن کر مبعوث ہوا۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں: اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَلَمْ اُبْعَثْ عَذَابًا.

میں سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور کسی کے لئے عذاب/ اذیت بنا کر نہیں بھیجا گیا''۔

یعنی میں ایسا عمل نہیں کرسکتا جس سے کسی دوسرے کو اذیت پہنچے۔ یہاں سے دو تصور سامنے آتے ہیں:

۱۔ انسانیت سے محبت ۲۔ عدم تشدد

آقا ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی تعلیم کا نچوڑ یہ ہے کہ انسانیت سے محبت کرنا محبت رسول ﷺ ہی کا

ایک جزو ہے۔ اسی طرح زندگی عدم تشدد پر گزارنا آقا ﷺ کی سیرت طیبہ ہے۔ آپ ﷺ کے فرامین، آپ ﷺ کی تعلیمات اور عمل اس بات پر شاہد و عادل ہیں کہ آپ ﷺ تمام مخلوقات کے لئے سراپا امن، رحمت اور محبت ہیں۔

حضور ﷺ کو بلاتفریق رنگ و نسل اور طبقہ و مذہب طبقات انسانی کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا گیا۔ تورات میں اللہ نے فرمایا کہ آخرالزمان نبی ﷺ کی گفتگو میں دھیما پن ہوگا۔۔۔ اگر کوئی زیادتی بھی کرے گا تو بدلہ بھلائی سے دیں گے اور درگزر فرمائیں گے۔۔۔ حضور ﷺ ترش رو نہیں ہوں گے۔۔۔ جو آپ ﷺ کو دیکھے گا اسے آپ ﷺ میں نرمی نظر آئے گی۔۔۔

اسلام اور سیرت مصطفیٰ ﷺ میں ظلم و تشدد کیلئے کوئی جگہ نہیں، حضور ﷺ کی سیرت تو انسانیت سے محبت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں کچھ کافر عورتیں اور بچے قتل ہو گئے، تو رسول اکرم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔

جنہیں جہاد کا غلط تصور دیا گیا انہیں پیغام دیتا ہوں کہ عورتوں اور بچوں کا قتل جہاد نہیں بلکہ دہشت گردی اور اسلام سے منافی عمل ہے۔ حوریں جنت میں ہوتی ہیں جہنم میں نہیں، معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے، وہ شخص ایک بھیڑ کو اس طرح ذبح کر رہا تھا کہ اس نے بھیڑ کو گرا کر اس کی گردن پر پاؤں رکھا ہوا تھا اور گرانے کے بعد اس کے سامنے پتھر پر چھری تیز کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کو ڈانٹا کہ اس کو گرانے اور اس کی گردن پر پاؤں رکھنے سے پہلے تم چھری تیز نہیں کر سکتے تھے؟ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر، اسے اذیت دے کر اب چھری تیز کر رہے ہو۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

اَفَلَا قَبْلَ هٰذَا اَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْن.

''اس سے پہلے تم نے چھری تیز کیوں نہ کی؟ کیا تم اسے دو موتیں دینا چاہتے ہو''۔

یعنی آپ ﷺ نے جانوروں کے لئے اتنی اذیت کو بھی برداشت نہ کیا۔ یہ ہے اخلاق۔۔۔ یہ ہے دین اسلام۔۔۔ یہ ہے سیرت محمدی ﷺ۔۔۔ یہ ہے سنت مصطفیٰ ﷺ۔۔۔ یہ ہے کردار رسول ﷺ۔۔۔ ایسے معاشرے کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا۔۔۔ مگر افسوس کہ ہم نے یہاں محبتوں کی جگہ نفرت کے بیج بو دیئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تعلیمات امن اور سلامتی والا کردار عطا کیا۔ قرآن و سنت نے مسلمانوں کو ایسا ہی طرز زندگی، فکر اور نظریہ دیا۔ افسوس کہ ہم کس طرف بھٹکے چلے جا رہے ہیں۔ ملک پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا وہ رسول پاک ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہے؟ حضور ﷺ کے فرامین کے مطابق قیامت تک ایسے ظالم، دہشت گرد، قاتل لوگ نکلتے رہیں گے جو کہ اپنے نام نہاد تصور اسلام کو معاشرہ پر بزور طاقت مسلط کرنے کی کوشش کریں گے۔ حضور ﷺ نے تقریباً 100 احادیث مبارکہ میں ایسے دہشت گردوں کے نکلنے کے متعلق آگاہ کیا تھا اور ان کے خاتمہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ حضور ﷺ نے یہاں تک فرما دیا کہ ان خوارج کا آخری گروہ دجال کے وقت نکلے گا اور اس کا ساتھی ہوگا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کے خاتمہ کے حوالے سے ارشاد فرما دیا کہ ایسے لوگ جو دین اسلام کے نام پر لوگوں کو قتل کریں گے، یہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کردو اور انہیں قتل

کرنے کا اجر تمہارے وہم و خیال میں بھی نہیں۔ حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، اسی لئے انسانوں، بے گناہوں کو قتل کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ’’اگر میں اِن لوگوں کو پالوں تو میں ان کو اس طرح ختم کردوں گا جس طرح اللہ نے قوم ثمود کا خاتمہ کیا‘‘۔

حضور ﷺ نے ان لوگوں کو باقاعدہ مبارکباد دی جو ظالموں، دہشت گردوں کے ظلم کی وجہ سے شہید ہوئے اور جنہوں نے ان دہشت گردوں کو قتل کیا۔

وہ لوگ جو حضور ﷺ کے عشق کی بات کرنے والے ہیں، مبارکباد کے مستحق ہیں اس لئے کہ عشق رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ ہی ایمان ہے۔ جس کے دل میں مصطفیٰ ﷺ کا عشق و محبت نہیں، اسے ایمان کی ہوا ہی نہیں لگی۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو حضور ﷺ کی سیرت و سنت کی اتباع کرتے ہیں یہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ حضور ﷺ کی اتباع کرنے سے ہی اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ یہ دونوں سوچیں دہشت گری کے خلاف ایک ہوجائیں اور اس بات کا فیصلہ کرلیں کہ اگر ہم نے پاکستانی سوسائٹی کو مصطفوی، اسلامی اور قرآنی معاشرہ بنانا ہے تو اسے پرامن بنانا ہوگا۔۔۔ لوگوں کی جان و مال کو حفاظت دینا ہوگی۔۔۔ دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اگر دہشت گردی بچ گئی اور دہشت گردوں کو بچانے کے لئے سیاسی، قانونی، آئینی اور عدالتی راستے نکالے گئے، دھوکہ بازی کی گئی، سیاست کی گئی تو پھر خدا کا عذاب اس معاشرہ پر اترے گا اور ہم اللہ اور اس کے رسول کے باغی متصور ہوں گے۔

اسلام تو مردہ انسانوں کی بھی تکریم کا درس دیتا ہے، چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم۔ امن کی تعلیم پاکستان کے نصابات میں ہونی چاہیے۔ میں آرمی چیف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مدارس اور سکولوں کے نصابات میں امن کے باب کو شامل کیا جائے اور اسلام کے حقیقی تصور سے روشناس کیا جائے۔ اگر موجودہ سیاسی نظام دہشت گردوں کو تحفظ نہ دیتا تو فوجی عدالتیں بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ فوجی عدالتوں کے قیام نے ثابت کر دیا کہ موجودہ نظام دہشت گردی کے خاتمے میں ناکام ہو چکا ہے۔ سیاسی جماعتیں، پارلیمنٹ اور افواج پاکستان فیصلہ کریں کہ اس ملک کو امن و عدم تشدد کا معاشرہ بنانا ہے یا دہشتگردی کا؟ ملک کی تمام مساجد سے دہشت گردی کے خلاف آوازیں بلند ہونی چاہییں، دہشت گردی کے خلاف جنگ، ہماری قومی جنگ ہے۔

میلاد مصطفیٰ ﷺ کا پیغام انسانیت سے محبت ہے۔۔۔ عدم تشدد، محبت رسول ہے۔۔۔ سوسائٹی کو امن سے بہرہ یاب کرنا محبت مصطفیٰ ﷺ ہے۔۔۔ معاشرے کو اس نہج پر لے جانا ہے کہ ہر ایک شخص دوسرے سے محبت کرے۔۔۔ ہر شخص دوسروں کے دکھوں کا مداوا کرے۔۔۔ ہر شخص نہ صرف دوسرے انسانوں بلکہ جانوروں تک کا خیال کرے۔۔۔ بھوک اور غربت ختم کرنے کے لئے ہر شخص اپنا کردار ادا کرے۔ اس معاشرے سے کرپشن کے خاتمہ کے لئے صرف فوجی عدالتیں ہی کافی نہیں۔ اس لئے کہ یہ تو دہشت گردی کے مرتکب افراد کی سزا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ دہشت گردی کی نوبت کیوں آتی ہے؟ دہشت گردی، انتہا پسندی سے جنم لیتی ہے، ہمیں انتہا پسندی کو جڑ سے کاٹنا ہوگا۔ انتہا پسندانہ سوچ اور تبلیغ کو ختم کرنا ہوگا۔ فرقہ واریت اور تکفیریت کی سوچ کو ختم کرنا ہوگا۔ پورا معاشرہ کو امن، سکون، رواداری، محبت کی آماجگاہ بنانا ہوگا۔

انسانیت سوز دہشت گردی...... درجنوں معصوم بچوں کی شہادت کا سانحہ عظیم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی پر زور مذمت

دہشت گردی کے سدِّباب کیلئے 14 نکاتی لائحہ عمل کا اعلان

16 دسمبر 2014ء۔۔۔ پاکستان کی تاریخ کا ایک ایسا المناک دن جس نے ہر پاکستانی کو خون کے آنسو رلا دیا۔ آرمی پبلک سکول کے معصوم بچے زیور علم سے مزین ہونے کے لئے اپنے ننھے ہاتھوں میں سکول بیگز تھامے ہنسی خوشی سکول پہنچے مگر چند ہی لمحات کے بعد ان 132 معصوم بچوں کے قہقہے آگ اور خون کے دریا میں کہیں کھو گئے۔ آرمی پبلک سکول پر ہونے والا یہ حملہ جانی نقصانات اور اپنی ہولناکی کے لحاظ سے سب سے سنگین اور المناک ہے۔ اس المناک واقعہ کی تفصیلات سامنے آنے پر پورا ملک دہل گیا یہ محض اتفاق نہیں ہوسکتا کہ صوبائی دارالحکومت پشاور میں ورسک روڈ پر واقع آرمی پبلک سکول کو نشانہ بنانے اور یہاں معصوم بچوں کو خاک وخون میں نہلانے کیلئے 16 دسمبر کے اس سیاہ دن کا انتخاب کیا گیا جب آج سے 43 سال قبل مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں پاکستان کے وجود کے دو ٹکڑے ہوئے تھے اور جس کا درد آج بھی ہر پاکستانی کا دل اسی شدت اور غم کے ساتھ محسوس کرتا ہے، اسی روز پاکستان کو ایک اور حملہ کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ ایک ایسا سانحہ تھا جس نے خیبر سے کراچی تک ہر دل کو غمگین اور ہر آنکھ کو اشک بار کر دیا۔ پھول سے بچوں کی لاشیں اور درجنوں زخمی دیکھ کر والدین نے تو غمزدہ ہونا ہی تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ملک پاکستان کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سانحہ پشاور کے فوراً بعد شدید الفاظ میں اس بہیمانہ واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ

''دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں بلکہ انہیں ختم کیا جائے۔ آپریشن ضرب عضب ایک سال پہلے شروع ہو جاتا تو آج ہمارے ہاتھوں میں ہمارے بچوں کی لاشیں نہ ہوتیں۔ دہشت گردی کے ایشو پر حکومت اور فوج کے نقطہ نظر میں 180 ڈگری کا فرق ہے۔ دہشت گردی کی جنگ لڑنا تنہا فوج کا کام نہیں، پوری قوم کو دہشت گردوں کے خلاف لڑنا ہوگا۔ سانحہ پشاور کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ سیاسی جماعتیں اس سوچ سے باہر نکل آئیں کہ یہ ہماری نہیں کسی اور کی جنگ ہے۔ یہ ہماری جنگ ہے، قوم اسے اپنی جنگ سمجھتے ہوئے ایک ہو جائے۔ دہشت گردی کی لعنت کے خاتمے کیلئے سب کے ساتھ مل بیٹھنے کو تیار ہیں، کیونکہ یہ ملک، قوم اور آنے والی نسلوں کے تحفظ کا سوال ہے۔ دہشت گردی کے خلاف ہمارا موقف بالکل واضح اور دو ٹوک ہے۔ میں نے 2009ء میں دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے میں نے 600 صفحات پر مشتمل فتویٰ دیا ہے۔ ماضی کے حکمران یا موجودہ حکمران سنجیدہ ہوتے تو اس سے استفادہ کرتے۔ سکول پر حملہ فوج، پاکستان اور پاکستان کے ہر شہری پر حملہ ہے۔ دہشت گردوں نے ہماری روحوں کو زخمی کیا، اب وقت آ گیا ہے کہ

بچے کھچے دہشت گردوں اور انکے اعلانیہ اور غیر اعلانیہ سر پرستوں کو چن چن کر ختم کر دیا جائے۔ آپریشن ضرب عضب کی اہمیت اور ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے“۔

☆ پاکستان عوامی تحریک نے 17 دسمبر کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے 6 ماہ مکمل ہونے اور حکومتی بے حسی کے خلاف اپنے پہلے سے اعلان کردہ ملک گیر احتجاج کو بھی سانحہ پشاور کے سوگ میں مؤخر کر دیا اور 3 دن کے سوگ کا اعلان کیا۔ دریں اثناء منہاج یونیورسٹی، ویمن کالج اور MES کے تمام سکولز بھی اس سانحہ کی وجہ سے سوگ میں ایک دن کیلئے بند رہے۔ سانحہ پشاور کے شہداء کے ایصال ثواب کے لئے شیخ الاسلام کی ہدایات پر منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کی اندرون و بیرون ملک کی جملہ تنظیموں کے مراکز پر تین دن تک قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ محترم خرم نواز گنڈا پور (سیکرٹری جنرل PAT) کی سربراہی میں پاکستان عوامی تحریک کا ایک وفد شہداء کے لواحقین سے اظہار یکجہتی اور زخمیوں کی عیادت کے لئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے نمائندوں کے ہمراہ فوراً پشاور روانہ ہوگیا۔

پاکستان عوامی تحریک شعبہ خواتین کی طرف سے ملک بھر کے تمام شہروں میں 17 دسمبر کو سانحہ پشاور کے شہداء کی یاد میں شمعیں روشن کی گئیں اور شہداء کے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا گیا۔ خواتین نے پاک فوج زندہ باد کے نعرے لگائے اور کہا کہ فوج تحفظ کی علامت ہے اور حکمران شرمندگی کی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے خواتین مقررین نے کہا کہ ”دہشت گرد اور پاکستان اب ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ حکمران جرأت مندی کا مظاہرہ کریں اور دوہرے معیار ترک کر دیں۔ حکمرانوں کے منافقانہ طرز عمل کی وجہ سے دہشت گرد گلیوں، بازاروں سے ہوتے ہوئے بچوں کے سکولوں تک آن پہنچے ہیں۔ حکمران دہشت گردی ختم نہیں کر سکتے تو چوڑیاں اور دوپٹے لے کر گھر بیٹھ جائیں۔ دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جیسی نڈر قیادت کی ضرورت ہے“۔

محترم قارئین! اس سانحہ کے فوراً بعد حکومت کی طرف سے پارلیمانی جماعتوں کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا۔ قوم کو امید تھی کہ اب ہمارے حکمرانوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور اب اس اجلاس میں وہ کوئی واضح اور دوٹوک فیصلہ کرکے ہی اٹھیں گے مگر افسوس کہ حکمت و دانش مندی اور بصیرت سے بے بہرہ یہ حکمران اجلاس میں ایک کمیٹی کے قیام کے سواء کوئی قدم نہ اٹھا سکے اور یہ کمیٹی بھی ایک ہفتہ میں لائحہ عمل/ تجاویز دے گی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے اس حکومتی نااہلی پر ردعمل دیتے ہوئے فرمایا:

”حکومت کے پاس دہشت گردی کے خاتمے کا کوئی پلان ہے اور نہ ہی کوئی وژن۔ ہماری یہ نام نہاد قیادت دہشت گردوں سے مذاکرات کی حامی اور آپریشن ضرب عضب کو 9 ماہ تک موخر کروانے اور ہزاروں بے گناہ شہادتوں کی ذمہ دار ہے۔ 2008ء میں کہہ دیا تھا اچھے برے طالبان کی تمیز ختم کی جائے اور دہشت گردی کی جنگ کو اپنی جنگ سمجھا جائے۔ موجودہ نام نہاد سیاسی قیادت نے اس نتیجے پر پہنچنے میں بھی 6 سال لگا دیئے۔ ان کے پاس کوئی پلان ہوتا تو قوم اتنا عرصہ دہشت گردی کی آگ میں نہ جلتی۔ اس سانحہ کے بعد انہوں نے پارلیمانی پارٹیوں کا اجلاس طلب کیا، امید تھی کہ شاید اب یہ کوئی دوٹوک فیصلہ کریں گے اور اس دہشتگردوں کی مالی، اخلاقی، سیاسی مدد کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا اعلان کریں گے مگر انہوں نے ایک کمیٹی بنادی جس نے 7 دنوں میں دہشت گردی کے خلاف لائحہ عمل دینا تھا اور پھر اگلے 7 دنوں میں اس لائحہ عمل پر عمل درآمد کا آغاز ہونا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے دہشت گردی کے اس ناسور کو کبھی سنجیدہ لیا ہی نہیں۔ اس کا ثبوت اس بات

سے بھی ملتا ہے کہ آپریشن ضرب عضب شروع ہونے کے بعد دہشتگردی کی جنگ لڑنے والے اداروں اور فورسز کا بجٹ کم کر دیا گیا۔ ایوان وزیراعظم کا بجٹ دہشتگردی کے بجٹ سے 7 گنا زیادہ ہو گا تو دہشتگردی کیسے ختم ہوسکتی ہے؟ اگست کے مہینے میں پاکستان کی تاریخ کا طویل ترین پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس ہوا، اس اجلاس میں شریک تمام پارلیمانی جماعتیں دہشتگردی کے مسئلے کو زیر بحث لاتیں تو ہم مزید لاشیں اٹھانے سے بچ جاتے، مگر افسوس وہ تو عوام کے حقوق کی بحالی کی آواز کو دبانے کے لئے سرگرم عمل رہے۔ 10 سال میں 50 ہزار سے زائد شہادتوں کے بعد بھی اگر لائحہ عمل بنانے اور غور کرنے کے لئے کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں تو اس سے زیادہ شرمناک رویہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ ان بے حمیت حکمرانوں نے شہیدوں کے خون کا مذاق اڑایا ہے۔ اس نا اہل قیادت نے ریاست پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔

اتنے بڑے سانحہ کے بعد اب خطرناک مجرموں کو پھانسی کی سزا دینے کا فیصلہ کرنے والے بتائیں کہ کیا وہ بچوں کی شہادتوں کا انتظار کر رہے تھے؟ اس سے قبل یہ قدم کیوں نہیں اٹھایا گیا؟ عوام جاننا چاہتے ہیں کہ سینکڑوں دہشت گرد جن کو سزائے موت سنائی جا چکی ہے، انکی پھانسی پر عملدرآمد کس نے رکوایا اور اس کے کیا فوائد حاصل ہوئے‘‘؟

☆ سانحہ پشاور کے بعد PAT کی سنٹرل ورکنگ کونسل کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں صدر فیڈرل کونسل ڈاکٹر حسین محی الدین، مرکزی صدر پاکستان عوامی تحریک ڈاکٹر رحیق عباسی، سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈا پور، محترم سردار آصف احمد علی، محترم غلام مصطفیٰ کھر، محترم ساجد پرویز، محترم جی ایم ملک، محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، محترم احمد نواز انجم، محترم ساجد محمود بھٹی، محترم رفیق نجم اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر حسین محی الدین نے کہا کہ

’’گذشتہ 12 سال میں پہلی بار قوم نے دہشت گردوں اور انکے سرپرستوں کے خلاف ڈٹ جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ شیخ الاسلام کے دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے بیان کردہ 14 نکات اکسیر نسخہ ہے۔ عوام اب دہشت گردوں کو جہنم واصل ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ حکومت نے کوئی بزدلی اور کمزوری دکھائی تو اسے خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ بے گناہوں کی جانیں لینے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں، ان دونوں کے کوئی حقوق نہیں۔ ہماری وکلاء برادری سے بھی درخواست ہے کہ وہ ان وحشی درندوں کو قانونی سپورٹ نہ دیں۔ یہ اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں، اس پاک سرزمین کو ان کے ناپاک وجود سے پاک کرنا ہر شہری کا قومی فرض ہے۔ سانحہ پشاور سے پوری قوم کو دہشت گردوں کے خلاف کھڑا ہونے کا حوصلہ ملا ہے، اس وقت پاک فوج اپنی تاریخ کا اہم ترین آپریشن کر رہی ہے۔ آپریشن ضرب عضب پاکستان کی بقا کا آپریشن ہے، پوری قوم کو پاک فوج کی پشت پر سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑا ہونا ہو گا‘‘۔

مرکزی صدر ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے کہا کہ ’’پوری قوم نے دہشت گردی کے خلاف اپنا فیصلہ سنا دیا ہے، اب بال حکومت کے کورٹ میں ہے۔ وزیراعظم کو اپنی کابینہ کے ان مشیروں کا محاسبہ بھی کرنا چاہیے جو ملا فضل اللہ کی زندگی کے روشن پہلوؤں پر کالم لکھتے رہے ہیں اور طالبان سے نام نہاد مذاکراتی عمل میں بھی پیش پیش تھے۔ موجودہ حکمران دہشت گردی کے خلاف اس سے پہلے 9 قراردادیں پاس کر چکے ہیں، دہشت گردی قرار دادوں سے نہیں بلکہ قرار واقعی سزا دینے سے ختم ہو گی۔ موجودہ حکومت کے پہلے 18 ماہ میں 8 ہزار افراد دہشت گردی کا نشانہ بنے جو اس حکومت کی نااہلی کا ثبوت ہے۔ دہشت گردی کے خلاف اقدامات کے لئے ایک ایسی نڈر قیادت کی ضرورت ہے جو بلا خوف وخطر اسلام اور ملک وقوم کے مفادات کے پیش نظر مضبوط اور جرات مندانہ فیصلہ کر سکے۔

اجلاس میں دہشت گردی کی جنگ کے خلاف تاریخی قربانیاں دینے والے افواج پاکستان کے افسران اور جوانوں

کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ سنٹرل ورکنگ کونسل نے فیصلہ کیا کہ دہشت گردی و انتہا پسندی کی ہر شکل کے خلاف جدوجہد جاری رکھتے ہوئے آگاہی مہم چلائی جائے گی اور پاکستان کے ہر شہری کو دہشت گردی کے خلاف فکری سطح پر مضبوط اور متحرک کیا جائے گا۔ اجلاس میں ملکی موجودہ صورت حال اور دہشت گردی کے سد باب کے لئے PAT کی آئندہ سرگرمیوں کا بھی جائزہ لیا گیا۔

☆ دوسری طرف پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل محترم خرم نواز گنڈاپور نے سانحہ پشاور کے حوالے سے اپنے ہنگامی دورۂ پشاور کے دوران سپیکر خیبر پختونخواہ اسمبلی اسد قیصر سے پشاور میں ملاقات کی اور سربراہ عوامی تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرف سے سانحہ پشاور کے حوالے سے افسوس کا اظہار کیا اور معصوم بچوں کی شہادتوں کو انسانیت کے خلاف کرہ ارض کا بدترین جرم قرار دیا۔ خرم نواز گنڈاپور کی قیادت میں عوامی تحریک کے رہنماؤں کے وفد نے پشاور میں شہداء کی نماز جنازہ میں شرکت کی، لواحقین سے اظہارِ تعزیت اور ہسپتالوں میں زیر علاج زخمیوں کی عیادت کی اور انکی جلد صحتیابی کیلئے دعا کی۔ محترم ساجد محمود بھٹی، محترم سید امجد علی شاہ، محترم سہیل احمد رضا، محترم خالد درانی، محترم راجہ وقار احمد، محترم ضیاء الرحمٰن خان اور محترم شاہ صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے۔

PAT کے اعلیٰ سطحی وفد نے سانحہ پشاور کے زخمی بچوں کی ہسپتال میں جاکر عیادت کی۔ شہداء بچوں کے والدین سے ملاقات کی گئی اور ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔ بعد ازاں میڈیکل آفیسر سے ملاقات کے دوران زخمی بچوں کی صورتحال معلوم کرتے ہوئے منہاج القرآن ویلفیئر فاؤنڈیشن کی جانب سے مکمل تعاون کی پیشکش اور یقین دہانی کروائی گئی۔ مرکزی وفد نے پریس کلب میں شہداء کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور پریس کلب میں ہی ہونے والی تقریب میں شرکت کی جس میں شہداء کی یاد میں شمعیں روشن کی گئیں۔

اگلے روز وفد نے آرمی پبلک سکول کی شہیدہ پرنسپل طاہرہ قاضی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور ان کے فیملی ممبران کے ساتھ اظہارِ تعزیت کیا۔ اسی روز وفد نے محترم خالد محمود درانی کے کزن کی شہیدہ بیوی (جو کہ APS میں ٹیچر تھیں) کی تعزیت، فاتحہ خوانی کی اور بلندی درجات کی دعا کی۔ وفد نے محترم سید شاہ (مسلم لیگ ن کے مقامی راہنما) سے ملاقات کی اور ان کے بھتیجوں کی شہادت پر اظہار افسوس کیا اور شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ اس دورہ کے دوران وفد نے حضرت علامہ پیر محمد چشتی سرپرست تحریک منہاج القرآن خیبرپختونخواہ کی عیادت کی اور ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی۔

محترم خرم نواز گنڈاپور نے وفد کے ہمراہ تین دن پشاور میں گزارے۔ اس دوران انہوں نے وہاں مختلف افراد اور مختلف مواقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''دہشت گرد کو دہشت گرد نہ کہنے والا بھی دہشت گرد ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے کیلئے عدالتوں اور پولیس کا خوف اور سیاست سے پاک ہونا ناگزیر ہے۔ دینی مدارس کے نصاب کو معاشرتی اور عصری تقاضوں کے مطابق ترتیب نہ دیا گیا تو انتہا پسندی ختم نہیں ہو گی۔ مدارس کی اکثریت اسلام اور پاکستان کی خدمت کر رہی ہے مگر کچھ گندی مچھلیاں بدنامی اور دہشت گردی کا باعث ہیں۔ مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے جب سوسائٹی کے اندر اپنے لئے باعزت روزگار کے مواقع نہیں پاتے تو پھر وہ اپنی گزر بسر اور بقا کیلئے سب کچھ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہیں ختم کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے اندر سے سیاسی، سماجی مظالم اور استحصال کو ختم کئے بغیر دہشت گردی ختم نہیں ہو گی۔ آج وقت آ گیا ہے کہ اگر مگر کی سیاست چھوڑ کر قومی ایشوز پر دوٹوک موقف اختیار کیا جائے۔

دہشتگردی کے سدِّ باب کیلئے شیخ الاسلام کا ٹھوس لائحہ عمل

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 20 دسمبر 2014ء کو پریس کانفرنس کے ذریعے دہشت گردی کے سدِّ باب کے لئے ایک ٹھوس لائحہ عمل دیتے ہوئے کہا کہ

’’دہشتگرد اسلام کو بدنام اور پاکستان کو ناکام ریاست میں بدلنا چاہتے ہیں، ان کے عزائم خاک میں ملانے کیلئے پاکستان کے ہر شہری کو اپنے ملک اور نظریے کی حفاظت کیلئے یکجان اور افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہوگا۔ قومی یکجہتی کی جتنی ضرورت آج ہے، پہلے کبھی نہ تھی۔ پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان دہشتگردی اور ہر طرح کے ظلم اور استحصال کے خاتمہ کیلئے جدوجہد کو تیز تر کر دیں، اب وقت آ گیا ہے کہ امن اور انسانیت کے دشمنوں پر پاکستان کی زمین تنگ کر دی جائے۔ دہشت گردی کے اس قدر فروغ کی ذمہ داری براہ راست ہمارے حکمرانوں پر بھی عائد ہوتی ہے، اس لئے کہ یہ بروقت دوٹوک فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے بے بہرہ ہیں۔ دہشتگردی کی 55 عدالتوں میں 5 سال سے 2025 وہ کیسز زیرالتواء ہیں جن کے فیصلے 7 دن کے اندر ہونا قانونی تقاضا تھا مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں سب سے زیادہ دہشتگردی کے کیسز التواء کا شکار ہیں۔ تاحال سانحہ پشاور کے بعد صرف آرمی چیف دردمندی کے ساتھ بھاگ دوڑ کرتے اور ٹھوس فیصلے کرتے نظر آ رہے ہیں۔ سانحہ پشاور کے دل دہلا دینے والے واقعہ کے بعد ابھی تک پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس کیوں نہیں بلایا گیا؟ دھرنے کے دنوں میں طویل ترین اجلاس منعقد ہوسکتا ہے تو اب کیوں نہیں؟ یہ اجلاس تو 16 دسمبر کی شام کو ہی لائحہ عمل طے کرنے کیلئے بیٹھ جانا چاہیے تھا، رسماً ہی سہی اس ربڑ سٹمپ پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلا کر دہشتگردی کی مذمت کی جاتی تو دنیا کو اس بارے ہمارے سنجیدہ ہونے کا کچھ نہ کچھ ضرور تاثر ملتا۔ آج بھی اگر ٹھوس اقدامات نہ اٹھائے گئے تو سانحہ پشاور اور سانحہ ماڈل ٹاؤن جیسے سانحات رونما ہوتے رہیں گے اور عوام میں اشتعال اور نفرت بڑھتی رہے گی، جس کا فائدہ دہشتگرد اٹھاتے رہیں گے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ 10 سال میں 50 ہزار سے زائد اموات ہوئیں مگر پارلیمنٹ، عدلیہ اور انتظامیہ اپنا کردار ادا کرنے میں ناکام رہیں۔ یہ موقع سیاست کرنے کا نہیں ہے مگر سچ بولنا اور حقائق پر بات کرنا سیاست نہیں۔ جب 18 اکتوبر 2007ء کو بینظیر بھٹو کے استقبالیہ جلوس پر حملہ ہو اور 139 لوگ شہید ہوئے تب آنکھیں کیوں نہیں کھلیں۔۔۔؟ 21 اگست 2008ء کے دن واہ فیکٹری میں 2 دھماکوں میں 64لوگ شہید ہوئے۔۔۔ جی ایچ کیو پر حملہ ہوا۔۔۔ ہماری حساس فوجی تنصیاب پر حملے ہوئے۔۔۔ واہگہ بارڈر پر حال ہی میں حملہ ہوا۔۔۔ سیاسی لیڈرشپ کی آنکھیں کیوں نہیں کھلیں۔۔۔؟ یکم جنوری 2010ء کو کوئٹہ کے ایک دھاکے میں 101 شہید ہو گئے۔۔۔ اسی سال 12 مارچ کو لاہور کے دو دھماکوں میں 57 بے گناہ شہید ہوئے۔۔۔ سیاسی لیڈرشپ کی آنکھیں کیوں نہیں کھلیں۔۔۔؟ 10 جنوری 2013ء کے دن کوئٹہ شیعہ کمیونٹی کے علاقہ میں 2 خودکش دھماکوں میں 92 افراد شہید ہوئے، ذمہ داروں کی آنکھیں کیوں نہیں کھلیں۔۔۔؟ 16 فروری 2013 کے دن ہزارہ ٹاؤن مارکیٹ میں دھماکہ ہوا، 89 افراد شہید ہوئے کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔

دہشتگردوں کے ان دھماکوں میں کوئی طبقہ، کوئی مسلک، کوئی سرکاری، غیر سرکاری تنظیم، جماعت ایسی نہیں جس کے لوگ دہشتگردی کا نشانہ نہ بنے ہوں، اس لیے اب اس سوچ سے باہر نکل آیا جائے کہ یہ جنگ ہماری نہیں، غیروں کی

جنگ ہے۔ دہشتگردی کی جنگ کے خلاف لڑنا صرف فوج کی تنہا ذمہ داری نہیں ہے، اس جنگ کو جیتنے کیلئے پاکستان کے ہر شہری کو، ہر ادارے کو فوج کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہوگا۔ دنیا کے بہت سارے ملکوں نے حال ہی میں دہشتگردوں کو شکست دی ہے اور یہ جنگ جیتی ہے۔

قومی اتحاد اور یکجہتی کی اس فضا کو اگر حکومت کی طرف سے سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی تو قوم ان کے ساتھ بھی دہشتگردوں والا سلوک کرے گی۔ یہ ہماری جنگ ہے اور یہ ہی وقت ہے تمام فیصلے کرنے کا، اگر اب دیر ہوئی تو پھر بہت دیر ہو جائے گی۔ دہشتگرد آئین، قانون، اخلاقیات، انسانیت کو روندتے ہوئے آتے ہیں، خون کی ہولی کھیل کر چلے جاتے ہیں اور جو پکڑے جاتے ہیں ہم قانون، انسانی حقوق، عدالتی نظام اور قانونِ شہادت کے گھیرے میں آ جاتے ہیں۔ وکلاء اور سول سوسائٹی سے گزارش ہے کہ وہ دہشتگردی کے مسئلے پر قوم کو قانون موشگافیوں میں مت الجھائیں، دہشتگردوں کو سزائیں دینے کیلئے جہاں قانون رکاوٹ ہے فوراً آرڈیننس جاری کر کے رکاوٹیں دور کی جائیں اور دہشتگردوں کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔

دہشتگردی کے خلاف جو واضح اور دوٹوک موقف پاکستان عوامی تحریک کا رہا ہے کسی اور کا نہیں رہا۔ ہمارے کارکنوں نے قومی مفادات کیلئے قربانیاں دیں، آئندہ کیلئے بھی تیار ہیں۔ پاکستان عوامی تحریک دہشتگردی کیخلاف نظریاتی، فکری اور عملی سطح پر عوامی جدوجہد جاری رکھے گی، ملک بھر میں سیمینارز، کانفرنسز کے ذریعے دہشتگردی کے خلاف آگہی مہم چلائی جائے گی اور پوری قوم کو دہشتگردی کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں تبدیل کیا جائیگا۔

دہشتگرد اور ان کے سرپرست پاکستان کا مسئلہ نمبر ایک ہیں۔ دہشتگرد گروپس اور ان کے حمایتی افراد کے مکمل خاتمہ کیلئے ضروری ہے کہ ٹھوس بنیادوں پر سنجیدگی کے ساتھ اقدامات اٹھائے جائیں۔ اس کے لئے ہم اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے مقتدر طاقتوں اور حکمرانوں کو چند اقدامات تجویز کررہے ہیں۔ ان اقدامات پر فوری عمل درآمد میں ملک وقوم کی بہتری پنہاں ہے۔ ذیل میں موجود اقدامات پر عمل کی صورت میں ہم دہشت گردی کے عفریت سے نجات پاسکتے ہیں:

14 نکاتی لائحہ عمل

1۔ دہشت گردی کیخلاف جنگ کو ہماری اپنی جنگ قرار دیا جائے اور پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلا کر ایک قرارداد کے ذریعے باقاعدہ طور پر National war against terrorism کا اعلان کیا جائے۔

2۔ حکومت فوری طور پر گذشتہ 12 سال میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں میں ملوث افراد کے نام، شناخت، ان کا پس منظر، علاقائی تعلق، اور دیگر تفصیلات منظرعام پر لائے۔ تاکہ قوم نقابوں کے پیچھے چھپے اپنے دشمنوں کو پہچان سکے۔ یہ کیسی انسداد دہشت گردی ہے کہ جہاں دہشت گردوں کے چہرے تک چھپا دیے جاتے ہیں۔

3۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے فوری طور پر ابہام سے پاک قانون سازی کی جائے اور دہشت گردوں کی حمایت میں بیان دینے، ان کو رہائش فراہم کرنے اور ان کو سہولت فراہم کرنے کو جرم قرار دیا جائے اور اس کی سزا عمر قید سے کم نہ ہو۔

4۔ دہشت گردی کی جڑیں فرقہ واریت، انتہاپسندی اور تکفیریت میں ہیں۔ کفر کے فتووں کے اجرا پر قانوناً پابندی

عائد کی جائے اور اس پر کڑی سزا رکھی جائے۔

5۔ دہشت گردی کی عدالتوں کے ججز کو دہشت گردوں کے خوف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسی جرأت اور بے باکی کے ساتھ دہشت گردوں کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لانی چاہئے جس بے خوفی کا مظاہرہ وہ ہمارے خلاف کررہے ہیں۔ دہشت گردی کی موجودہ عدالتیں سیاسی مقاصد کے لئے استعمال ہورہی ہیں، ان کی بجائے فوجی عدالتیں قائم کی جائیں۔ دہشت گردوں کے خلاف مقدمات، خصوصی فوجی عدالتوں میں چلائے جائیں۔ ایک ہفتہ میں سزا اور ایک ہفتہ اپیل کے لئے رکھا جائے۔ پندرہ دنوں میں دہشت گردوں کو سزائیں دی جائیں اور ان پر فوری عملدرآمد کیا جائے۔

6۔ مدارس کے نظام اور نصاب میں اصلاحات کو یقینی بنایا جائے۔ نصاب یکساں ہونا چاہئے تاکہ مدارس پر دہشت گردی کی نرسریاں ہونے کے تاثر کو زائل کیا جا سکے۔ معتدل علماء پر مشتمل بورڈ بنایا جائے جو نصاب سازی کا کام کرے۔ مدارس کے لئے قومی نصاب کے علاوہ کسی بھی دوسرے نصاب کے پڑھانے پر پابندی عائد کی جائے۔

7۔ دینی مدارس، جماعتوں، تنظیموں اور شخصیات کو ملنے والی بیرونی فنڈنگ کو فورا بند کیا جائے۔

8۔ پیس ایجوکیشن سنٹر قائم کئے جائیں اور ان کے ذریعہ آگاہی مہم چلائی جائے تاکہ دہشت گرد سادہ لوح لوگوں کو بلیک میل نہ کرسکیں۔

9۔ نفرت، فرقہ واریت، دہشت گردی اور انتہاپسندی کے فروغ کا سبب بننے والے لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے۔

10۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے کام کرنے والی خصوصی عدالتیں، ادارے، نیم عسکری فورسز اور ایجنسیاں براہ راست فوج کے ماتحت ہونی چاہئیں۔

11۔ دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے فوج کو سہولیات دی جائیں اور اس کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔

12۔ قبائلی علاقوں، خیبر پختون خواہ، بلوچستان اور دیگر علاقوں میں دہشت گردی، ڈرون حملوں اور دہشت گردی کے خلاف آپریشن میں ہونے والے یتیم اور بے سہارا بچوں اور نوجوانوں کیلئے حکومت فوری طور پر خصوصی ادارے قائم کرے جہاں ان کی کفالت، تعلیم، تربیت کا اہتمام ہو اور انہیں خصوصی وظائف دیئے جائیں تاکہ حصول تعلیم کے بعد برسر روزگار ہوں اور امن پسند شہری بنیں۔ بصورت دیگر وہ عسکریت پسندوں کے ہتھے چڑھ کر خودکش بم بار اور فرقہ پرست اداروں میں جا کر انتہا پسند بن جائیں گے۔

13۔ غربت، معاشی ناہمواری، بے روزگاری، اور ظلم و استحصال ایسے عناصر ہیں جو دہشت گردی، انتہا پسندی کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ پورے پاکستان بالخصوص شمالی علاقہ جات، قبائلی علاقہ جات اور جنوبی پنجاب کی معاشی ترقی کے لئے مؤثر اور فوری اقدامات کیے جائیں۔

14۔ ہمارے ہاں کالعدم تنظیموں کے نام پر پابندی لگائی جاتی ہے، ان کے کام پر نہیں۔ انتہا پسندانہ نظریات و افکار رکھنے والی تنظیموں اور جماعتوں پر مکمل پابندی لگائی جائے اور ان کو نام بدل کر بھی کام کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس سلسلہ میں الگ سے خصوصی قانون سازی کی جائے۔ کسی کالعدم تنظیم کے عہدیدار کو کسی اور نام سے تنظیم یا جماعت قائم کرنے کی بھی اجازت نہیں ہونا چاہئے۔

دہشت گردی کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کی ملک گیر ریلیز

سانحہ پشاور کے حوالے سے دہشت گردی کے خلاف پاکستان عوامی تحریک نے لاہور، اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ، کراچی، لاڑکانہ، حیدرآباد، ملتان، میرپور، گوجرانوالہ، سرگودھا، بھکر، میانوالی، ڈی جی خان، بہاولپور، ڈی آئی خان، مظفر آباد سمیت پاکستان کے 60 شہروں میں احتجاجی ریلیز کا انعقاد کیا۔ لاہور میں ریلی کی قیادت ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، اسلام آباد میں محترم خرم نواز گنڈا پور نے کی جبکہ دیگر اضلاع میں مختلف مرکزی اور مقامی قائدین نے ریلیوں کی قیادت کی۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہدائے پشاور کے ساتھ اظہار یکجہتی اور دہشت گردی کے خلاف نکالی جانیوالی ریلی کے شرکاء سے آڈیو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

''دہشت گردوں کی فکری حمایت کرنے والے فیصلہ کریں کہ وہ کن کے ساتھ ہیں یا وہ کھل کر دہشت گردوں کا ساتھ دیں یا پھر دہشت گردی کیخلاف اپنا فیصلہ سنانے والے 18 کروڑ عوام کے ساتھ کھڑے ہوں، اب دوہرے معیار نہیں چلیں گے۔ دہشت گرد اسلام، پاکستان اور انسانیت کے دشمن ہیں۔ ان سانپوں کا سر کچلنے کا وقت آ گیا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف 6 سو صفحات پر مشتمل دستاویز دی جس سے دنیا کے بیشتر ممالک نے استفادہ کیا۔ مگر افسوس کہ ہمارے حکمرانوں نے اس سے کوئی رہنمائی نہ لی۔ دہشت گردوں کے حق میں بیان دینے والوں کا قوم بائیکاٹ کرے۔ پالیسی ساز سنجیدہ ہیں تو دہشت گردی کے خاتمے کیلئے ہمارے 14 نکات پر عمل کریں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کو قومی سطح پر جنگ قرار دیا جائے۔ دہشت گردوں کے ساتھ ساتھ ان سے ہمدردی کا اظہار کرنے والوں کو بھی سزا دی جائے۔

شہدائے پشاور کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے شہر شہر ریلیاں نکالنے پر پاکستان عوامی تحریک کی تمام تنظیموں کے عہدیداران و کارکنان مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے خوف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دہشت گردی کے خلاف احتجاج کر کے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا''۔

لاہور میں ریلی مرکزی صدر PAT محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی اور لاہور کے قائدین کی قیادت میں مسجد شہداء سے چیئرنگ کراس تک نکالی گئی۔۔۔ وفاقی دارالحکومت میں زیرو پوائنٹ سے آبپارہ چوک تک ریلی سیکرٹری جنرل PAT محترم خرم نواز گنڈا پور اور اسلام آباد کی مقامی قیادت کی سربراہی میں نکالی گئی۔۔۔ ان تمام ریلیز کے شرکاء نے شہید بچوں سے اظہار عقیدت اور شہداء کے لواحقین سے اظہار یکجہتی کے لئے ہاتھوں میں بینرز اٹھائے ہوئے تھے، جس پر پاک فوج کے حق میں اور دہشت گردی کی مذمت کے حوالے سے نعرے درج تھے۔ شدید سردی کے باوجود خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد ریلیز میں شریک ہوئی۔ ان ریلیز کے شرکاء ''پاک فوج زندہ باد''، ''دہشت گرد مردہ باد'' اور ''جرأت و بہادری طاہرالقادری'' کے نعرے لگاتے رہے۔ ریلیز سے ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد مسیحی رہنماؤں، سکھ رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

ان ریلیز سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی صدر ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، سیکرٹری جنرل محترم خرم نواز گنڈا پور اور PAT کے مرکزی و 60 شہروں کے مقامی قائدین نے کہا کہ فوج نے ظالمان کو ختم کرنے کی جنگ ادھوری چھوڑی تو پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ پہلی بار دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کسی حکومت نے نہیں پاکستان کے 18 کروڑ عوام نے کیا۔ یہ جنگ آخری دہشت گرد کے خاتمے پر ہی ختم ہو گی۔ آج پاکستان کے 60 شہروں میں ریلیاں نکالی گئیں جن میں لاکھوں کارکنان، سول سوسائٹی اور سیاسی سماجی حلقوں نے بھی بھرپور شرکت کی۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کا 6

سو صفحات پر مشتمل دہشت گردی کے خلاف ڈاکومنٹ انتہا پسندی کے خاتمے کا ضامن ہے۔ حکمران سربراہ عوامی تحریک کے دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے دیئے گئے 14 نکات پر عمل کریں۔ پاکستان عوامی تحریک دہشت گردی کے خلاف لڑ رہی ہے، ہم نے شہدائے پشاور کے احترام میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے احتجاج کو موخر کیا لیکن ہم بھولے نہیں، قاتل حکمرانوں سے خون کے قطرے قطرے کا حساب لیں گے''۔

ملک گیر ریلیز میں مجموعی طور پر لاکھوں افراد نے خصوصی شرکت کی اور سانحہ پشاور کے متاثرین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے افواج پاکستان کے اقدامات کو سراہا اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے شیخ الاسلام کا آرمی چیف و دیگر ریاستی عہدیداروں کے نام خط

گذشتہ ماہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے چیف آف آرمی سٹاف، ڈی جی آئی ایس آئی، ڈی جی ایم آئی، چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی، صدر مملکت، وزیراعظم، چاروں وزرائے اعلیٰ، چاروں گورنرز، وزارت خارجہ، وزارت داخلہ کو دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے ٹھوس تجاویز پر مبنی خط لکھا۔ شیخ الاسلام نے خط میں دہشتگردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے پوری قوم کو متحد کرنے اور ملکی سالمیت کا ہر صورت تحفظ کرنے کے لئے ممکنہ اقدامات کا ذکر کیا۔ اس خط میں آپ نے دہشت گردی کے سد باب کے لئے 14 نکات پر مبنی نہ صرف ٹھوس لائحہ عمل بیان کیا بلکہ اس پر عملدرآمد کے باقاعدہ میکنزم سے بھی ان مقتدر طاقتوں کو آگاہ کیا۔

شیخ الاسلام نے اپنے اس خط میں یکساں نصاب کی تیاری کیلئے روشن خیال علماء پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دینے اور دہشت گردی اور ڈرون حملوں کے متاثرین کی معاشی، سماجی بحالی اور مکمل علاج کیلئے ایک قومی ادارہ بنانے کا بھی مطالبہ کیا۔ خط میں پیس ایجوکیشن سنٹر کے قیام کی فوری ضرورت کو بھی واضح کیا گیا تاکہ یہ سنٹر انتہا پسندی کے خلاف آگاہی مہم چلائیں اور دہشت گرد مجبور نوجوانوں کو گمراہ نہ کر سکیں اور انکی مجبوریوں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

اپنے اس خط میں شیخ الاسلام نے بطور خاص اس بات کا بھی مطالبہ کیا کہ غربت، معاشی عدم مساوات، بے روزگاری اور ہر طرح کی محرومی اور استحصال، دہشت گردی کے فروغ کا سبب بنتے ہیں۔ ان سماجی، معاشی مسائل کے تدارک پر خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔ دہشت گردی کی ہر شکل کے خاتمے کیلئے موثر قانون سازی کی جائے، اب اس حوالے سے مزید سستی مجرمانہ غفلت سمجھی جائے گی اور قوم اسے کسی صورت قبول نہیں کرے گی''۔

محترم قارئین! سانحہ پشاور سے قبل بھی اور بعد بھی آج تک اور آئندہ بھی منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کا موقف دہشت گردی کے خلاف بالکل واضح اور دوٹوک ہے۔ شیخ الاسلام کے سابقہ خطابات، فتویٰ اور کتابیں اس موقف پر شاہد و عادل ہیں۔ افسوس! دوسری طرف مسندِ اقتدار پر قابض لوگ دہشت گردی کے خلاف ابھی تک ''اگر مگر، چونکہ، لیکن'' کے الفاظ کے ذریعے اپنے سیاسی مفادات اور اقتدار کے تحفظ کی خاطر دہشت گردوں سے خائف ہیں۔ آرمی چیف کی موجودگی میں حکمرانوں اور پارلیمانی جماعتوں نے فوجی عدالتوں کے قیام، مدارس اور ان کے نصاب میں اصلاحات، بیرونی فنڈنگ کی روک تھام اور اس جیسے دیگر نکات اور قومی ایکشن پلان کا اعلان تو کیا مگر اجلاس کے ختم ہونے کے بعد سے ہی اس ''ایکشن پلان'' کے مختلف نکات پر اپنے تحفظات کا اظہار شروع کردیا اور وہ لائحہ عمل جسے انہوں نے ''قومی ایکشن پلان'' کا نام دیا اور اس پر تمام جماعتوں کے اتفاق ہوجانے پر خوشی کے شادیانے بجائے،

افسوس کہ یہ ''اتفاق'' دو/ چار دن بھی قائم نہ رہ سکا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے اس مفاد پرستانہ رویہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

''عسکری قیادت کو پیشگی مطلع کررہے ہیں کہ فوجی عدالتوں پر پارلیمانی اے پی سی میں اتفاق رائے کرنے والی جماعتیں اب اس پر سیاسی تماشا کریں گی، موجودہ ملکی قانون، دہشتگردی کی سیاسی عدالتیں اور پولیس سے دہشت گردوں کو تحفظ ملتا رہا ہے، موجودہ ملکی قانون کے تحت دہشت گردی ختم نہیں ہوگی۔ دہشت گردی کی عدالتوں کے سیاسی استعمال کا ہی نتیجہ ہے کہ آج فوجی عدالتوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ فوجی عدالتوں کے مسئلہ پر حکومت کی اپنی نیت بھی صاف نہیں اس لئے اپنے اتحادیوں سے مخالفانہ بیان دلوارہی ہے۔ حکومت جو بات خود کرنے کی جرات نہیں رکھتی وہ اپنے اعلانیہ، غیر اعلانیہ اتحادیوں کے منہ سے نکلواتی ہے۔ اس وقت ملکی باگ دوڑ کنویں کے مینڈکوں اور گھڑے کی مچھلیوں کے پاس ہے جن میں ناک سے آگے دیکھنے کی سکت نہیں۔ آئینی گنجائش کی بات کرنے والے بتائیں کیا آئین بے گناہوں کے گلے کاٹنے اور ملکی خزانہ لوٹنے کی اجازت دیتا ہے؟ فوجی عدالتوں کی مخالفت کی وجہ محض آئین میں ان کی گنجائش نہ ہونا ہی ہے تو پھر بلا تاخیر آئین میں ترامیم لانے میں کون سا امر مانع ہے؟ ہماری آئینی تاریخ ایسی ترامیم سے بھری پڑی ہے کہ لمحوں کے اندر ترامیم ہوئیں اور کسی نے اُف تک نہیں کی، اب تماشا کیوں ہو رہا ہے''؟

محترم قارئین! ایک طرف اس پوری قومی قیادت کا وژن جس نے سانحہ پشاور کے 10 دن کے بعد 25 دسمبر کو اپنے لائحہ عمل کا اعلان کیا اور دوسری طرف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا وژن، بصیرت اور دور اندیشی کہ آپ نے سانحہ پشاور کے صرف 3 دن کے بعد ہی موجودہ نام نہاد قومی قیادت کے وژن سے کئی گنا بڑھ کر مضبوط، منطقی اور قابل عمل حل قوم کے سامنے پیش کردیا۔ قومی قیادت کا پیش کردہ متفقہ لائحہ عمل خود اُن کے اپنی طرف سے افتراق کا شکار ہوچکا اور قومی قیادت پر افسوس کہ ابھی تک دہشت گردی کے سدباب کے لئے متفق نہ ہوسکی۔ جبکہ دوسری طرف شیخ الاسلام جرات و بہادری کے پیکر بنے ہوئے بدستور اپنے موقف پر قائم ہیں کہ دہشت گردی کے اس ناسور کے خاتمہ کے لئے انتہاء پسندی اور دہشت گردی کا سبب بننے والے عناصر اور ان کی تعلیمات و وسائل کی بیخ کنی ناگزیر ہے۔

متوجہ ہوں!

تحریک منہاج القرآن کے نمائندہ شمارے ماہنامہ منہاج القرآن و ماہنامہ دختران اسلام کے لئے مارکیٹ سے پرائیویٹ کمپنیز، انڈسٹریز اور ایجنسیز وغیرہ سے اشتہارات حاصل کرنے کے لئے ایسے احباب درکار ہیں جو بغیر تنخواہ مگر کمیشن پر (Free Lancer, Commission Based) کام کرنے کا تجربہ رکھتے ہوں۔

برائے رابطہ: ماہنامہ منہاج القرآن 365، ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون 042-111-140-140, Ext#128

ہدایات برائے تنظیمات اور رفقاء و کارکنان

الیکشن تحریک منہاج القرآن/ پاکستان عوامی تحریک/ جملہ فورمز

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 2 نومبر 2014ء بروز اتوار ملک گیر ورکرز کنونشنز سے بذریعہ ویڈیو لنک خطاب کے دوران نئی قیادت کے چناؤ کیلئے جو اعلان فرمایا تھا اس کی روشنی میں تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک، ویمن لیگ، یوتھ لیگ، ایم ایس ایم اور علماء کونسل کی مرکزی ایگزیکٹو کا چناؤ پورے ملک سے کیا جائے گا۔ ملک میں موجود فعال رفقاء کو انتخابات میں حصہ لینے اور قائدین کے چناؤ کا بھرپور موقع ملے گا۔ انتخابات سیکرٹ بیلٹ کے ذریعے ہوں گے۔ انتخابی عمل سے پہلے روایتی انداز میں نہ پہلے ناموں کا اعلان ہوگا اور نہ ہی تشہیر اور لابنگ وغیرہ کی اجازت ہوگی۔

قائد انقلاب کی مندرجہ بالا حکم کی بجا آوری کے لیے مرکز پر ایک اعلیٰ سطحی اجلاس مورخہ 22 دسمبر 2014ء کو منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے فرمائی۔ اس اجلاس میں تحریک منہاج القرآن/ پاکستان عوامی تحریک/ جملہ فورمز کے انتخابات کو صاف اور شفاف بنانے کے لیے الیکشن کمیشن کے قیام کے ساتھ ساتھ کچھ اہم فیصلہ جات کیے گئے۔ ان فیصلہ جات کی روشنی میں مرکزی اور فیلڈ کی قیادت کو مندرجہ ذیل معلومات/ ہدایات ارسال کی جا رہی ہیں۔

☆انتخابات کیلئے سٹیئرنگ کمیٹی کا قیام

ان انتخابات کا انعقاد سپریم کونسل کی سٹیئرنگ کمیٹی کے تحت ہوگا جس کے سربراہ چیئرمین سپریم کونسل ہوں گے جبکہ صدر تحریک منہاج القرآن خصوصی طور پر شامل ہوں گے۔ اس کمیٹی کے ممبران درج ذیل ہیں:

۱۔محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی ۲۔محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان ۳۔محترم جی ایم ملک
۴۔محترمہ شاہدہ مغل ۵۔سینئر ترین تحریکی ساتھی (کے۔پی۔کے) ۶۔سینئر ترین تحریکی ساتھی (سندھ)

☆الیکشن کمیشن

الیکشن کمیشن درج ذیل 17 افراد پر مشتمل ہے:

۱۔محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی (سربراہ)
۲۔محترم بریگیڈئر (ر) اقبال احمد خان (نائب سربراہ)
۳۔محترم ڈاکٹر خان (نائب سربراہ)
۴۔محترم کرنل (ر) محمد احمد (نائب سربراہ)
۵۔محترم سید امجد علی شاہ (سیکرٹری)
۶۔محترم کرنل (ر) راجہ فضل مہدی (ممبر) (کوآرڈینیٹر شریعہ کالج)
۷۔محترمہ میڈم حمیرا (ممبر) (وائس پرنسپل گرلز کالج)
۸۔محترم ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی (ممبر)
۹۔محترم رانا فیاض احمد خاں (ممبر)
۱۰۔ محترم چوہدری محمد شریف (ممبر) (صوبہ پنجاب)
۱۱۔محترم قاضی زاہد (ممبر) (کراچی)
۱۲۔محترم سید مشرف علی شاہ (ممبر) (صوبہ سندھ)
۱۳۔محترم سید مجاہد حسین شاہ کاظمی (ممبر) (خیبر پختونخواہ)
۱۴۔محترم رحمت اللہ اچکزئی (ممبر) (بلوچستان)
۱۵۔محترم پروفیسر عبدالرشید (ممبر) (آزاد کشمیر)
۱۶۔محترم ملک سعید عالم (ممبر) (سابقہ صدر MSM)

۱۷۔ محترم انجینئر اشفاق ہمزالی (ممبر) (سابقہ صدر MYL)

☆ طریقہ انتخاب

تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک، ویمن لیگ، یوتھ لیگ، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اور علماء کونسل کے مرکزی عہدیداران کے الیکشن کا طریقہ کار درج ذیل مراحل پر مشتمل ہوگا:

1۔ پہلا مرحلہ:

۱۔ تمام تحصیلی تنظیمات کو ہدایات، ہر عہدہ کی شرائط اور زیر انتخاب عہدوں کی لسٹ کے ساتھ نامزدگی فارم ارسال کیا جارہا ہے۔

۲۔ تحصیلی تنظیمات اپنی ایگزیکٹو کے اجلاس بلاکر جس میں یونین کونسل کے عہدیداران بھی شامل ہوں، مشاورت کے ساتھ کسی بھی عہدے کے لیے نام تجویز کریں گے۔ ہر تحصیل ایک عہدے کے لئے ایک سے زیادہ نام بھی تجویز کرسکتی ہے۔ تنظیمات تجویز کنندہ امیدواران کے نام مورخہ 15 جنوری 2015ء تک بذریعہ TCS مرکز کو ارسال کریں گی۔

2۔ دوسرا مرحلہ:

۱۔ مرکزی سٹیئرنگ کمیٹی آنے والے ناموں کی پولنگ ڈے سے قبل سکروٹنی کرے گی اور ضرورت پڑنے پر زیادہ مرتبہ نامزد ہونے والے امیدواروں کو انٹرویو کے لیے بلایا جاسکتا ہے۔

۲۔ پولنگ ڈے سے قبل ہر عہدے کے لیے امیدواروں کی لسٹ فائنل کر لی جائے گی مگر پبلک نہیں کی جائے گی۔ یہ نام پولنگ ڈے کے موقع پر ہی منظر عام پر لائے جائیں گے۔

۳۔ فائنل لسٹ کے مطابق بیلٹ پیپر پرنٹ کروائے جائیں گے۔

3۔ تیسرا مرحلہ:

۱۔ 15 فروری کو پورے ملک میں انتخابات منعقد ہوں گے۔ کارکنان کی سہولت اور زیادہ سے زیادہ حاضری اور رائے شماری کے لیے مرکزی الیکشن کمیشن کی نگرانی میں انتخابی عمل درج ذیل مقامات پر کروایا جائیگا۔ ہر جگہ انٹرنیٹ اور پروجیکٹر کا بندوبست کیا جائے گا تاکہ تمام مقامات انتخابات کے وقت مرکز سے انٹرنیٹ کے ذریعے جڑے رہیں۔

انتخابات کے مقامات درج ذیل ہونگے:

1۔ لاہور (A+B) 2۔ ساہیوال 3۔ ملتان 4۔ بہاولپور 5۔ ڈی جی خان ڈویژن+ بارکھان
6۔ فیصل آباد 7۔ بھکر (سرگودھا ڈویژن + ڈیرہ اسماعیل خان) 8۔ پشاور 9۔ ہزارہ (ایبٹ آباد)
10۔ کوئٹہ (بلوچستان) 11۔ جعفر آباد (بلوچستان) 12۔ حیدر آباد (سندھ)
13۔ سکھر (سندھ) 14۔ کراچی 15۔ راولپنڈی (راولپنڈی+ کشمیر) 16۔ گلگت بلتستان

۲۔ الیکٹورل کالج (صوبائی، ضلعی اور تحصیل لیول کے تمام عہدیداران اور یوسی لیول کے صدور اور ناظمین) میں ایک پیپر تقسیم کیا جائے گا جس پر تمام موجودہ عہدیداروں کے ناموں کے سامنے **ہاں** / **نہیں** / **معلوم نہیں** کا باکس بنا ہوگا۔ اسی پیپر کے ساتھ نئے عہدیداران کے چناؤ کے لیے بیلٹ پیپر یا رائے دہندگی فارم دیا جائے گا۔

۳۔ ویڈیو لنک کے ذریعے ملک بھر کے تمام اجتماعات لاہور کے مرکزی اجتماع کے ساتھ جڑے ہونگے۔ تمام

عہدوں کے امیدواروں کو مرکز مدعو کیا جائے گا۔ ان میں سے مرکزی عہدوں کے امیدواروں کو اظہار خیال کا موقع بھی دیا جائے گا۔ اس اظہارِ خیال کے ذریعے ووٹر ان کے وژن سے واقف ہو جائیں گے اور وہ اپنی گفتگو سے اپنے وژن اور عہدے پر فائز ہونے کے بعد اپنے کام کے انداز سے لوگوں کو آگاہ کریں گے۔

4۔ چوتھا مرحلہ:

انتخاب کا یہ مرحلہ دو حصوں پر مشتمل ہے:

ا۔ پہلے مرحلے میں موجودہ مرکزی عہدیداران کے بارے میں ہاں / نہیں فارم پر رائے دہندہ کسی ایک پر نشان لگائے گا۔ اسی موقع پر گنتی کر کے نتیجہ تیار کر لیا جائے گا۔ سپریم کونسل کی سٹیئرنگ کمیٹی اس کا ریکارڈ اپنے پاس محفوظ رکھے گی اور اسے Public نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ دوسرے مرحلے میں نئے عہدیداروں کے چناؤ کے لئے سیکرٹ بیلٹ کے ذریعے انتخابی عمل کو مکمل کیا جائے گا۔ ووٹوں کی گنتی کے بعد الیکشن کمیشن ہر عہدے کے لیے جیتنے والے امیدواروں کی لسٹ کی سٹیئرنگ کمیٹی کو پیش کرے گا۔

5۔ پانچواں مرحلہ:

سٹیئرنگ کمیٹی الیکشن کے نتائج اور منتخب ہونے والے امیدواروں کے ناموں کی لسٹ سپریم کونسل کو پیش کرے گی اور سپریم کونسل مناسب موقع پر ضمنی نتائج کا اعلان کرے گی۔

مرکزی اور صوبائی ذمہ داران کے انتخابی عمل کو درج ذیل شیڈول کے مطابق مکمل کیا جائے گا:

1۔ نامزدگی فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ	15/01/2015
2۔ رائے دہندگان (الیکٹورل کالج) کی لسٹوں کو حتمی شکل دیئے جانے کی آخری تاریخ	25/01/2015
3۔ انتخابات مرکزی و صوبائی	15/02/2015

نوٹ: ☆ ذیلی مقامات پر صرف رائے شماری ہوگی، نتائج کا اعلان نہیں کیا جائے گا۔
☆ الیکشن سے قبل تمام مرکزی اور صوبائی باڈیز تحلیل ہو جائیں گی۔

☆ شرائط و ہدایات برائے اہلیت امیدواران

1۔ امیدوار فکری واضحیت اور پختگی کا حامل ہو۔
2۔ امیدوار کا قائد تحریک اور ان کے نظریہ پر غیر متزلزل اعتماد ہو۔
3۔ امیدوار صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔
4۔ تمام ذمہ داریوں پر 24 گھنٹے دستیاب افراد کے نام تجویز کریں۔ چناؤ کے بعد ذمہ دار کی حسب ضرورت مالی کفالت مرکز کی ذمہ داری ہوگی۔
5۔ ایسے افراد اہل ہونگے جنھوں نے کم از کم 15 روز دھرنے میں گزارے ہوں۔
6۔ مرکزی ذمہ داران کو لاہور منتقل ہونا ہوگا۔
7۔ امیدوار کی شخصیت جاذب نظر اور قد مناسب ہو۔
8۔ امیدوار کو گفتگو پر عبور حاصل ہو۔
9۔ امیدوار قوت فیصلہ کا حامل اور معاملہ فہم ہو۔
10۔ امیدوار مالی معاملات میں امین ہو۔
11۔ امیدوار متعلقہ فورم یا تحریک کا باضابطہ ممبر ہو۔
12۔ تنظیمی تجربہ کا حامل ہو۔

اس کے علاوہ امیدواران کے لئے کم از کم درج ذیل شرائط کا حامل ہونا ضروری ہے

مرکزی تحریک منہاج القرآن

نمبر شمار	ذمہ داری	عمر کی کم از کم حد	تعلیم
1	ناظم اعلیٰ	35 سال	ماسٹر
2	ناظم اعلیٰ تنظیمات	35 سال	ماسٹر
3	نائب ناظم اعلیٰ (T)	35 سال	ماسٹر
4	ناظم تنظیمات	30 سال	ماسٹر
5	نائب ناظم اعلیٰ (دعوت)	30 سال	ماسٹر
6	ناظم دعوت	30 سال	ماسٹر
7	ناظم تربیت	30 سال	ماسٹر
8	سیکرٹری کوآرڈینیشن تحریک	25 سال	گریجوایشن

مرکزی پاکستان عوامی تحریک

نمبر شمار	ذمہ داری	عمر کی کم از کم حد	تعلیم
1	مرکزی صدر	35 سال	ماسٹر
2	مرکزی سیکرٹری جنرل	35 سال	ماسٹر
3	چیف آرگنائزر	30 سال	گریجوایشن
4	سیکرٹری کوآرڈینیشن	30 سال	گریجوایشن
5	سیکرٹری انفارمیشن	30 سال	گریجوایشن

مرکزی مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ

نمبر شمار	ذمہ داری	عمر کی کم از کم حد	تعلیم
1	مرکزی صدر	22 سال	ماسٹر/ جاری
2	مرکزی سیکرٹری جنرل	22 سال	ماسٹر/ جاری

مرکزی یوتھ لیگ

نمبر شمار	ذمہ داری	عمر کی کم از کم حد	تعلیم
1	مرکزی صدر	25 سال	گریجوایشن
2	مرکزی سیکرٹری جنرل	25 سال	گریجوایشن

مرکزی ویمن لیگ

نمبر شمار	ذمہ داری	عمر کی کم از کم حد	تعلیم
1	مرکزی ناظمہ	30 سال	ماسٹر
2	مرکزی نائب ناظمہ	25 سال	گریجوایشن

صوبائی تنظیمات تحریک منہاج القرآن

نمبر شمار	ذمہ داری	عمر کی کم از کم حد	تعلیم
1	امیر تحریک	35 سال	ماسٹر
2	نائب امیر	30 سال	گریجوایشن
3	ناظم	30 سال	گریجوایشن
4	نائب ناظم	30 سال	گریجوایشن
5	ناظم مالیات	30 سال	گریجوایشن

صوبائی پاکستان عوامی تحریک

نمبر شمار	ذمہ داری	عمر کی کم از کم حد	تعلیم
1	صدر	35 سال	گریجوایشن
2	جنرل سیکرٹری	35 سال	گریجوایشن
3	آرگنائزر	30 سال	گریجوایشن

نوٹ: ☆ یوتھ لیگ، ایم ایس ایم اور ویمن لیگ کے لیے وہی معیار ہوگا جو مرکز پر ہے۔

☆ تحریک کے درج ذیل عہدے جن کا تعلق فیلڈ سے ہے، ان پر صرف YES / NO کروایا جائے گا:

1 ناظم اجتماعات ۲۔ ناظم ممبر شپ ۳۔ ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاونڈیشن ۴۔ ایم۔ ڈی MES

☆ پاکستان عوامی تحریک کے درجہ ذیل عہدیداران کے بارے میں صرف YES / NO کی رائے لی جائے گی:

1۔ نائب صدور 2۔ ڈپٹی سیکرٹری جنرل 3۔ ایڈیشنل سیکرٹری جنرل 4۔ چیف کوآرڈینیٹر

☆ تمام تنظیمی عہدیداران سے گزارش ہے کہ وہ مورخہ 15 جنوری 2015ء تک کاغذات نامزدگی بذریعہ TCS بنام امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، 365 ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور پر ارسال کریں۔ کاغذاتِ نامزدگی دستی بھی آفس ٹائمنگ میں جمع کروائے جا سکتے ہیں۔

☆ نامزد امیدواروں کی تفصیلی C.V بھی Nomination Form کے ساتھ لف کی جائے۔

☆ کسی بھی پوائنٹ میں ابہام کی صورت میں سیکرٹری الیکشن کمیشن سے ٹیلیفون یا ای میل کے ذریعے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

سید امجد علی شاہ (سیکرٹری الیکشن کمیشن)

electioncommission2015@yahoo.com (042-35168365)

نامزدگی فارم (Nomination Form)

نامزدکنندہ کا نام ------------------ عہدہ ------------------ رفاقت نمبر ------------------

موبائل نمبر ------------------ تحصیل/ضلع ------------------

مرکزی تحریک منہاج القرآن

نمبر شمار	عہدہ	نامزدگی
1	ناظم اعلیٰ	
2	ناظم اعلیٰ تنظیمات	
3	نائب ناظم اعلیٰ (T)	
4	ناظم تنظیمات	
5	نائب ناظم اعلیٰ (دعوت)	
6	ناظم دعوت	
7	ناظم تربیت	
8	سیکرٹری کوآرڈینیشن تحریک	

مرکزی پاکستان عوامی تحریک

نمبر شمار	عہدہ	نامزدگی
1	مرکزی صدر	
2	مرکزی سیکرٹری جنرل	
3	چیف آرگنائزر	
4	سیکرٹری کوآرڈینیشن	
5	سیکرٹری انفارمیشن	

مرکزی یوتھ لیگ

نمبر شمار	عہدہ	نامزدگی
1	مرکزی صدر	
2	مرکزی سیکرٹری جنرل	

مرکزی ویمن لیگ

نمبر شمار	عہدہ	نامزدگی
1	مرکزی ناظمہ	
2	مرکزی نائب ناظمہ	

صوبائی تنظیمات تحریک منہاج القرآن

نمبر شمار	عہدہ	نامزدگی
1	امیر تحریک	
2	نائب امیر	
3	ناظم	
4	نائب ناظم	
5	ناظم مالیات	

صوبائی پاکستان عوامی تحریک

نمبر شمار	عہدہ	نامزدگی
1	صدر	
2	جنرل سیکرٹری	
3	آرگنائزر	

مرکزی علماء کونسل

نمبر شمار	عہدہ	کم از کم عمر	تعلیم	نامزدگی
1	مرکزی ناظم	35	درس نظامی/B.A	
2	مرکزی نائب ناظم	35	درس نظامی/F.A	
3	مرکزی ناظم مالیات	30	درس نظامی/ میٹرک	
4	مرکزی ناظم نشرو اشاعت	30	درس نظامی/ میٹرک	

مرکزی مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ

نمبر شمار	عہدہ	نامزدگی
1	مرکزی صدر	
2	مرکزی سیکرٹری جنرل	

☆ MSM کے مرکزی صدر اور سیکرٹری جنرل کے امیدواران کا کسی یونیورسٹی میں MSM کے تنظیمی کام کا 2 سال کا تجربہ ہونا لازمی ہے۔

دستخط:______________

عیدِ میلاد النبی ﷺ۔۔۔ جود و سخا کا موسم

{شیخ عبدالعزیز دباغ}

امسال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر تحریک منہاج القرآن کے ممتاز اور نامور نعت گو شاعر جناب ریاض حسین چودھری کے دو مجموعہ ہائے کلام بیک وقت صدارتی اور صوبائی ایوارڈ کے حقدار ٹھہرے۔ چودھری صاحب کا یہ امتیاز جہاں مدحت نگاری میں انکے لئے ایک منفرد اعزاز ہے وہاں ہمارے لئے باعث فخر و انبساط ہے کہ تحریک منہاج القرآن کو حاصل گنبد خضرا کے فیضان کا موسم پورے جوبن پر ہے اور کشکول آرزو میں بارانِ کرم کی بے پایاں خیرات کا موسلادھار سلسلہ جاری ہے۔

ریاض حسین چودھری وہ خوش نصیب نعت نگارِ رسول ﷺ ہیں جن کے پہلے دو مجموعہ ہائے نعت صدارتی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ 2000ء میں ان کا نعتیہ کلام کا دوسرا مجموعہ ''رزقِ ثنا'' میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر اس امتیازی کامیابی سے سرفراز ہوا جبکہ 2008ء میں ''خُلدِ سخن'' ان کا چھٹا مجموعہ کلام اس ایوارڈ کا مستحق ٹھہرا۔ یہ دونوں کتب بھی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر شائع ہوئیں۔ اب ''غزل کاسہ بکف'' اور ''آبروئے ما'' دو مجموعے یکے بعد دیگرے 2013-14ء میں شائع ہوئے۔ اب کے برس عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ان کے لئے بھی ایوارڈز کا اعلان کیا گیا۔ اس طرح چودھری صاحب کے نعتیہ کلام کے 12 مجموعوں میں سے 4 مجموعے صدارتی اور صوبائی ایوارڈز کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔

ریاض حسین چودھری تحریک منہاج القرآن کے سنیئر رفقاء میں سے ہیں۔ 13 جنوری 1985ء کو رفاقت نمبر 932 کے ساتھ تحریک سے وابستہ ہوئے اور مرکز پر فروری 1990ء سے اگست 2002ء تک مختلف ذمہ داریوں پر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آغاز میں ناظم نشر و اشاعت کے طور پر کام کیا اور جلد ہی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ان کی تخلیقی صلاحیتوں اور ذوق صحافت کے پیش نظر انہیں پندرہ روزہ ''تحریک'' کا چیف ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ تقریباً عرصہ 6 سال تک وہ اس ذمہ داری پر فائز رہے۔

> **چودھری صاحب کے نعتیہ کلام کے 12 مجموعوں میں سے 4 مجموعے صدارتی اور صوبائی ایوارڈز کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔**

بعد ازاں انہیں صدر شعبہ ادبیات تحریک منہاج القرآن کا قلمدان سونپا گیا۔

ریاض حسین چودھری تحریک کی وابستگی اختیار کرتے ہی مشن کے فیض سے سیراب ہوئے اور جون 1985ء میں ہی درِ رسول ﷺ کی حاضری ان کا نصیب ٹھہری۔

چودھری صاحب مشن کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے اور نعت رسول ﷺ بھی گنگناتے رہے۔ اگر انہیں فنائے مدحتِ رسول ﷺ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ نعت ایک کیفیت ہے جو ان پر ہمہ وقت طاری رہتی ہے اور یقینا یہ ان کی طبعِ موزوں پر تحریک کا بے پناہ فیضان ہے کہ وہ عشقِ مصطفی ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مسلسل لکھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کی ہر کتاب کیفیاتِ عقیدت و مدحت کا ایک سربستہ صحیفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہم چودھری صاحب کو ان کے دو مجموعوں ''غزل کاسہ بکف'' اور ''آبروئے ما'' کو بیک وقت صدارتی ایوارڈ کا اعزاز حاصل ہونے پر مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اوائل دور سے اب تک تحریک منہاج القرآن سے ان کی

بے لوث وابستگی ہمارے لئے ایک اعزاز ہے۔ آپ زندگی کے 74ویں برس میں ہیں، اس ضعف اور بیماری کے باوجود ان کی امتیازی مدحت نگاری کا سفر جاری و ساری

مسلسل اعلیٰ اور معیاری نعتیہ کلام کی تخلیق کی وجہ سے آپ فن نعت کے اساتذہ میں مقامِ امامت پر فائز ہیں

ہے۔ چودھری صاحب، درِ رسول ﷺ کے ساتھ اس نسبت کو تحریک کے فیضان کا کرشمہ سمجھتے ہیں اور فروغِ تحریک کے لئے اس کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ مسلسل اعلیٰ اور معیاری نعتیہ کلام کی تخلیق کی وجہ سے آپ نعت نگاری کی تاریخ میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اِس وقت آپ فن نعت کے اساتذہ میں مقامِ امامت پر فائز ہیں۔

ریاض حسین چودھری صاحب ایک عظیم محب وطن تحریکی ہیں، جوانوں سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں اور نئی نسل کو امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ سمجھتے ہیں۔ اس کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں جابجا ملتا ہے۔اس حوالے سے آپ نے اپنے دونوں مجموعوں کو ایوارڈز ملنے کے موقع پر یہ اعلان بھی کیا ہے کہ وہ ان ایوارڈز کو شہدائے ماڈل ٹاؤن اور پشاور کے آرمی سکول کے ننھے شہداء کے نام منسوب کرتے ہیں۔رب کریم شہداء کے لئے ان کی اس محبت اور عقیدت کو قبول فرمائے اور ظلم وجبر کے اس قبیح دور کے خاتمے کے لئے ہمیں اپنا جرأت مندانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب چند سطور آپ کے اس فنِ مدحت نگاری کے بارے میں:

چودھری صاحب کی نعت نے جدید غزل کو وہ وسعتِ داماں عطا کی ہے جو اس سے پہلے اردو غزل کے حصے میں نہ آ سکی۔ اگر غزل کو ہیئت اور مخصوص مضامین کے شکنجے سے آزاد ایک تخلیقی تجربہ سمجھا جائے جو محبت کی سرشاری اور لفظ اور لہجے کی موسیقی سے وجود میں آتا ہے تو یہ کہنا کچھ غلط نہیں کہ غزل نے آستانۂ ریاض سے جی بھر کر فیض پایا ہے۔ اردو غزل کا دامن بہت وسیع ہے اور نعت کا کینوس تو زمان و مکاں سے بھی ماوراء ہے۔ اس طرح نعت، غزل کے مقابلے میں وسیع تر شعری اور تخلیقی تجربہ ہے مگر یہ دو اصنافِ شعر ہم جنس ہیں اور ایک ساتھ محوِ پرواز ہیں۔ ہاں اگر غزل کی پرواز زمان و مکاں تک محدود ہے تو نعت کی جولا نگاہ ان سے ماوراء ہے۔ اس مقام پر غزل عجز و نیاز میں سرنگوں نظر آتی ہے۔

چودھری صاحب نے ان صدارتی ایوارڈز کو شہدائے ماڈل ٹاؤن اور سانحہ پشاور کے ننھے شہداء کے نام منسوب کیا ہے

غزل کی یہی لچک ہے جس سے ایک نفسِ خلّاق غزل کہتے کہتے وادیٔ بطحا کی تخلیقی وسعتوں کا زائر بن جاتا ہے۔ غزل بطور صنفِ شعر وادیٔ نعت کے حوالے سے اپنا دامن نہیں سمیٹتی بلکہ گریباں چاک، وارفتہ، منزلِ جاناں کی طرف لپکتی ہے کہ یہ تو وہ آستانہ ہے جہاں سے ہر بھکاری زمان و مکاں کے خزانے اپنے دامن میں سمیٹ کر اٹھتا ہے۔

ریاض حسین چودھری کا اس صنفِ ادب کے حوالے سے وسیع تر، جدید تر اور حقائق پر مبنی وہ فلسفۂ تخلیقِ فن ہے جس کا احساس اُس شعر سے شروع ہوتا ہے جو ریاض نے اپنی زندگی کی سب سے پہلی نعت تخلیق کرتے ہوئے لکھا تھا اور جو آج تک ان کے احساسِ فن پر محیط ہے۔ آج البتہ اس فلسفے کا تخلیقی اظہار ان کے جملہ نعتیہ کلام کی صورت میں مجسم نظر آتا ہے اور ریاض کا یہ وہ کارنامہ ہے جس سے انہیں تغزلِ نعت میں امامت کا مقام عطا ہوا ہے۔

چودھری صاحب کے کلام میں نہ کہیں روانی تھمتی ہے نہ شگفتگی اور تازگی میں کمی نظر آتی ہے۔۔۔ ایک کاروانِ بہار ہے جو اپنے تمام رنگوں اور عطر بیزیوں کے ہر سو رواں ہے۔۔۔ جس میں ریاض خود بھی مہک رہے ہیں اور سارے عالمِ نطق و سماعت کو بھی مہکا رہے ہیں۔ ان پر یقیناً سرکار دو عالم ﷺ کا خصوصی کرم ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن: پارلیمنٹ ہاؤس لندن (برطانیہ) میں تقریب کا انعقاد

منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کی جانب سے پارلیمنٹ ہاؤس لندن میں سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے 6 ماہ مکمل ہونے پر 19 دسمبر کو تقریب منعقد کی گئی۔ تقریب سے لارڈ نذیر احمد، اینڈریو اسٹیفسن، عاشق حسین نقوی، ہیومن رائٹس کی کیتھرین بیکر، داؤد حسین مشہدی، محمد نوید قادری، سید علی عباس بخاری، سبط علی اور دیگر نے اظہار خیال کیا۔

برطانیہ کے ممبر پارلیمنٹ جارج گیلووے کا کہنا ہے کہ پاکستان اس وقت مشکل ترین دور سے گزر رہا ہے جس کے مقابلے کے لیے پوری قوم کو متحد ہو کر کھڑا ہونا ہوگا، دہشت گردی ریاستی سطح پر ہو یا کسی ملک یا گروہ کی جانب سے کی جائے اس کا کوئی مذہب اور عقیدہ نہیں ہوتا، بین الاقوامی طاقتوں کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے بنیادی مسائل کا تدارک کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ کسی بھی ملک میں جہاں مظلوم کو انصاف نہیں ملے گا وہاں بدامنی کا دور دورہ ہوگا، پاکستانی حکومت کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کو جلد انصاف کے کٹہرے میں لا کر سزائیں دینی چاہئیں، تاکہ آئندہ کبھی بھی ریاستی سطح پر ایسا ہولناک واقعہ پیش نہ آئے۔

لارڈ نذیر احمد نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ماڈل ٹاؤن میں ہونے والی خون کی ہولی کو انہوں نے براہ راست ٹی وی سکرین پر دیکھا، لیکن ماڈل ٹاؤن میں رہائش پذیر حکمران اس واقعہ سے بے خبر رہے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہمارے جمہوری حکمرانوں کو عوام کے جان و مال کے تحفظ کی کوئی پرواہ نہیں۔ 14 شہیدوں اور 100 سے زائد زخمیوں کا آج بھی کوئی پرسان حال نہیں اور پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہرالقادری اپنے کارکنوں کے ہمراہ لانگ مارچ اور دھرنے دے کر انصاف کا مطالبہ کر رہے ہیں، لیکن اس کھلم کھلا ریاستی دہشت گردی کے ذمہ داروں کو قانون کے پنجوں میں ابھی تک جکڑا نہیں جا رہا ہے۔ پاکستان کا موجودہ نظام غریب عوام کو عدل و انصاف، دو وقت کی روٹی، سر چھپانے کے لیے چھت، صحت و تعلیم اور بنیادی ضروری اشیاء دینے میں ناکام ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ پاکستان میں امیر و غریب کے لیے دو الگ الگ قانون اور نظام ہیں، جب تک ملکی نظام کو تبدیل نہیں کیا جائیگا، غریب اسی طرح بھوک و افلاس سے مرتا رہے گا اور جو بچ جائے گا ریاستی اداروں کے ظلم کا شکار ہو جائے گا۔ سپریم کورٹ پر حیرت ہے جس نے سانحہ ماڈل ٹاؤن پر سوموٹو ایکشن تک نہیں لیا۔ پاکستانی عوام کو عدل و انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے عدلیہ کو مرکزی کردار ادا کرنا ہوگا۔

ممبر پارلیمنٹ اینڈریو اسٹیفسن نے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تفصیلات جان کر انہیں بہت دکھ ہوا کہ کیسے سرعام پنجاب پولیس نوجوانوں، بوڑھوں اور خواتین کو گولیوں کا نشانہ بناتی رہی۔ وہ فارن کامن ویلتھ آفس کے ذریعے اس معاملے کو اعلیٰ سطح پر اٹھائیں گے تاکہ ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔

اس موقع پر علامہ مشرف نقوی، محمد علی چوہان، داؤد حسین مشہدی نے بھی سانحہ ماڈل ٹاؤن میں شہیدوں کے لواحقین کو انصاف نہ ملنے پر حکومت پاکستان کے کردار کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ ذمہ داران کا عدل و انصاف کے اصولوں کے مطابق تعین کرنے کے لیے منہاج القرآن کی مشاورت کے ساتھ ایسے دیانتدار افراد پر مشتمل تفتیشی و تحقیقی کمیٹی تشکیل دی جائے جس کے کردار پر کوئی بھی انگلی نہ اٹھا سکے۔

محترم داؤد حسین مشہدی نے تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ حکومتی نگرانی میں ہونے والی اس ریاستی دہشت گردی کے ذمہ داران کو بچانے کے لیے سازشوں کا عمل جاری ہے، لیکن جب تک ان بے

گناہ شہیدوں کے خون کا حساب نہیں ہوگا تب تک منہاج القرآن کا ایک ایک کارکن میدان عمل میں انصاف کے لیے اپنی آواز بلند کرتا رہے گا۔ اس موقع پر پشاور کے سکول میں دہشت گردی کے واقعہ پر بھی اجتماعی اظہار افسوس کیا گیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلنے والوں کا قلع قمع کرنے کے لیے پاک فوج کو فری ہینڈ دیں تاکہ اچھے اور برے کی تمیز کے بغیر دہشت گردی کی ہر شکل کو سرزمین پاکستان سے مٹایا جا سکے۔

ڈائریکٹوریٹ آف انٹرفیتھ ریلیشنز منہاج القرآن انٹرنیشنل کیلئے پیس ایوارڈ 2014ء

انٹرنیشنل کونسل فار انٹرفیتھ ڈائیلاگ کے زیراہتمام گلبرگ کے مقامی ہوٹل میں 9 دسمبر کو پیس ایوارڈ کی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب کے مہمان خصوصی EGM یو ایس اے کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ولیم رابنسن تھے۔ اس موقع پر ڈائریکٹوریٹ آف انٹرفیتھ ریلیشنز منہاج القرآن انٹرنیشنل کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر مذاہب عالم کے مابین ہم آہنگی، برداشت، رواداری، قیام امن و محبت اور احترام انسانیت کے فروغ کے لیے کی جانے والی عملی کاوشوں پر پیس ایوارڈ دیا گیا۔

ڈائریکٹر انٹرفیتھ ریلیشنز منہاج القرآن انٹرنیشنل سہیل احمد رضا نے منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی بین الاقوامی سطح پر فکری، نظریاتی اور علمی محاذ پر دہشت گردی و انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے جدوجہد کا عالمی برادری نے بھی اعتراف کیا ہے۔ انہوں نے نوجوان نسل کو عدم برداشت، سماجی تفریق، ثقافتی تصادم اور مذہبی منافرت سے بچانے کے لیے مختلف سطحوں پر خدمات سرانجام دی ہیں۔ شیخ الاسلام قومی سطح پر تمام مذاہب کے بنیادی حقوق کو شریعت اسلامی اور آئین پاکستان کی روشنی میں تحفظ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس موقع پر فادر ندیم فرانسس، مسٹر ایڈورڈ داجان، ڈاکٹر ولیم رابنس نے بھی خطاب کرتے ہوئے منہاج القرآن کی عالمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن: ''تھر'' کے لئے امدادی سرگرمیاں

گذشتہ ماہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر MWF محترم سید امجد علی شاہ نے وفد کے ہمراہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی ہدایات پر تھرپارکر کے علاقوں کا مکمل سروے کیا۔ بعد ازاں متاثرین کو راشن، ادویات اور دیگر ضروری اشیاء پہنچانے کے ساتھ ساتھ 1000 واٹر پمپس کی انسٹالیشن کیلئے فوری اور ہنگامی طور پر کام کا آغاز کر دیا گیا۔ دسمبر کے آخر تک سینکڑوں واٹر پمپس متاثرہ علاقوں میں لگا دیے گئے۔ قحط سے مرنے والے جانوروں سے اٹھنے والے تعفن سے بچاؤ کی تدابیر کے ساتھ ساتھ فاؤنڈیشن ویٹری ڈاکٹرز اور 47000 مربع میل پر پھیلے علاقے کے مکینوں کیلئے کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کی نگرانی میں عارضی ہسپتالوں کا قیام بھی عمل میں لایا جارہا ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت لاہور میں قائم یتیم و بے سہارا بچوں کی کفالت کا ادارہ آغوش بھی تھرپارکر کے بچوں کی میزبانی میں اپنا کردار ادا کرے گا۔ اس حوالے سے فاؤنڈیشن نے سندھ کی تنظیم کو ضروری کوائف اکٹھے کرنے کی ذمہ داری تفویض کر دی ہے۔ آغوش کی طرز کی عمارت تھرپارکر میں تعمیر کرنے کیلئے بھی مشاورت جاری ہے۔

فاؤنڈیشن اب تک کروڑوں روپے کی امداد تھرپارکر کے متاثرین میں تقسیم کر چکی ہے اور اگلے چند ماہ میں پاک آرمی اور دیگر ماہرین کی معاونت سے تھرپارکر کے 2600 گاؤں (گوٹھ) میں کروڑوں روپے کی لاگت سے ہینڈ پمپس لگوانے کا کام مکمل کر لیا جائے گا۔ MWF کے تحت جلد ہی تھر پارکر میں درجنوں مستحق بیٹیوں کی شادیوں کی اجتماعی

تقریب بھی منعقد کی جائے گی۔ فاؤنڈیشن بلا امتیاز رنگ ونسل، جنس و مذہب ان بچیوں کی شادیوں کے تمام تر اخراجات اٹھائے گی۔

ڈائریکٹر MWF محترم سید امجد علی شاہ نے کہا کہ ذرائع ابلاغ کے شور کے سبب ظالم حکمرانوں کو فکر دامن گیر ہوئی ہے اور ملک کے نام نہاد وزیر اعظم، صوبائی وزیر اعلیٰ سمیت دیگر سیاستدانوں نے پلکیں اٹھائیں اور ان مجبور لوگوں کیلئے فنڈز کا اعلان کیا۔ یہ سب عارضی اور وقتی ہے۔ کنویں کھودنے اور واٹر پمپس لگوانے کی بجائے متاثرین کو فوٹو سیشن کیلئے منرل واٹر کی بوتلیں دی جا رہی ہیں۔ گندم کی بوری دینے کی بجائے ڈبل روٹی کا پیکٹ دیا جا رہا ہے۔ یہ سب انکی بھوک کا مستقل حل نہیں ہے۔ حکمرانوں کو صحرائے تھر سے مستقل طور پر قحط سالی اور خوراک کی کمی کے خاتمے کیلئے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات بروئے کار لانا ہونگے۔ افسوس کہ کوئلے، گرینائٹ پتھر اور نمک کے ذخائر سے بھرپور دنیا کا 9 واں بڑا صحرائی علاقہ تھر ایک بار پھر معصوم بچوں کیلئے مقتل گاہ بنا ہوا ہے۔ تھر پارکر میں مائیں بچے کا جنازہ اٹھتا دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر روتی ہیں، انکی چیخیں ریت کے پہاڑوں میں گم ہو جاتی ہیں اور ایوان بالا تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ نام نہاد حکمرانوں کی بے حسی کی انتہا ہے کہ وہ تھر پارکر کے حالات سے بے خبر رہنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ وفاقی وصوبائی حکومتوں نے تھر پارکر کے باسیوں کیلئے کچھ نہیں کیا۔ وزراء ناکام رہے، سرکاری افسران اپنی تعلق داری کے زعم میں ہیں تو دیگر نام نہاد سیاستدانوں نے بھی سوائے جھوٹے وعدوں کے کچھ نہیں کیا۔

قحط زدہ لوگ سندھ دھرتی اور پاکستان کے باسی ہیں محض ذمہ داری قبول کرتے ہوئے فوٹو سیشن کروانے سے ناانصافیوں کا ازالہ نہیں ہوسکتا۔ ایک دو افسران کو قربانی کا بکرا بنا کر معطل کرنے کے بعد ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں۔ تھر پارکر کے متاثرین کو فوری انصاف چاہیے۔ بھوک، افلاس اور مختلف وبائی بیماریوں سے معصوم بچوں کی ہلاکتیں کئی سالوں سے ہو رہی ہیں جسے ظالم حکمران مسلسل نظر انداز کرتے رہے۔ پاک فوج کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ یہی وہ واحد ادارہ ہے جس نے اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے تھر پارکر کے متاثرین اور مصیبت زدہ خاندانوں کی امداد کی۔

2014ء: پاکستان عوامی تحریک کی طرف سے پنجاب حکومت کی ایک سالہ ’’کارکردگی‘‘ پر وائٹ پیپر کا اجراء

پاکستان عوامی تحریک پنجاب کی طرف سے صوبائی حکومت کی ایک سالہ کارکردگی پر وائٹ پیپر جاری کردیا گیا۔ 2104ء میں حکومتی کارکردگی صرف اپنے اقتدار کو تحفظ فراہم کرنے تک محدود رہی اور عوام الناس کی بھلائی اور آسانی کے لئے خاطر خواہ انتظامات نہ کئے جاسکے۔ PAT پنجاب کی طرف سے جاری کئے گئے اس وائٹ پیپر کے تمام اعداد وشمار الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کی رپورٹس، قومی، بین الاقوامی جرائد کی رپورٹس، علاقائی اخبارات اور پولیس افسران ومختلف اداروں کے افسران سے گفتگو اور مانیٹرنگ کے ذریعے جمع کیے گئے ہیں۔ PAT کی طرف سے جاری کردہ اس وائٹ پیپر میں کہا گیا ہے کہ

☆ پنجاب بھر میں سٹریٹ کرائم سمیت ماہانہ 3 لاکھ اور سالانہ 36 لاکھ چھوٹے بڑے جرائم ہوتے ہیں۔ جرائم کی شرح کم دکھانے کیلئے صرف 25 فیصد مقدمات درج کیے جاتے ہیں۔

☆ رواں سال پنجاب کی تاریخ میں سب سے زیادہ بچے اغواء ہوئے جن کی تعداد 12 ہزار 245 ہے۔ پنجاب میں ہر سال اغواء اور اغواء برائے تاوان کے 11 سے 12 ہزار واقعات رپورٹ ہوتے ہیں جبکہ اغواء کے 22 فیصد واقعات کی ایف آئی آر درج نہیں کی جاتی۔

☆ سال 2014ء میں پولیس مقابلوں میں 10 فیصد اور خواتین کے خلاف سنگین جرائم کے ارتکاب میں 19 فیصد اضافہ ہوا۔

☆ 7 ہزار اندھے اور 14 فرقہ وارانہ قتل کی وارداتوں کے ساتھ پنجاب رواں سال سرفہرست صوبہ رہا۔

☆ کشکول توڑنے کے دعویدار وزیراعلیٰ پنجاب نے رواں سال 850 ملین ڈالر کے نئے قرضے لیے، اس سے پنجاب کے ذمہ واجب الادا قرضہ 452 ارب روپے سے بڑھ کر 580 ارب ہوگیا۔ ہر سال سود کی ادائیگی بڑھنے سے تعلیم، صحت سمیت سوشل سیکٹر کا ترقیاتی بجٹ بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ پنجاب حکومت اقتدار کے سات سال بعد بھی فنانشل مینجمنٹ قائم نہیں کرسکی۔

☆ سانحہ ماڈل ٹاؤن، سانحہ کوٹ رادھا کشن، سانحہ واہگہ بارڈر، نابیناؤں کے خلاف پولیس تشدد کے باعث دنیا بھر میں پاکستان کی بدنامی ہوئی اور حکومت کی نااہلی کھل کر سامنے آئی۔ بالخصوص سانحہ ماڈل ٹاؤن کی شفاف تحقیقات کے راستے میں رکاوٹ بن کر پنجاب حکومت نے مجرمانہ کردار ادا کیا۔

☆ پنجاب میں رواں سال 248 پولیس مقابلے ہوئے جن میں 25 پولیس افسر اور اہلکار جاں بحق ہوئے جبکہ 235 زیرحراست ملزم ماورائے عدالت مار دیئے گئے۔ 6 ہزار قتل اور 22 ہزار اقدام قتل کی وارداتیں ہوئیں جو گزشتہ سال کی نسبت 20 فیصد زیادہ ہیں۔

☆ سرکاری ملازمین پر حملوں کی تعداد بھی بڑھی ہے جن میں پولیو ورکرز بھی شامل ہیں، گزشتہ سال 2013ء میں یہ تعداد 1438 تھی جبکہ 2014ء میں یہ تعداد بڑھ کر 1534 ہوگئی۔

☆ گینگ ریپ کے کیسز سال 2103ء میں 5160 تھے، رجسٹرڈ 2269 ہوئے، سال 2014ء میں یہ تعداد بڑھ کر 6100 ہوگئی جبکہ 2402 واقعات کی ایف آئی آر درج کی گئی۔

☆ خواتین کے خلاف ہونے والے 50 فیصد سنگین جرائم کی ایف آئی آر درج نہیں کی جاتی۔ پنجاب میں خواتین کے خلاف جرائم کی روک تھام کے حوالے سے قانون سازی نہ کیے جانے پر بعض خواتین صوبائی وزراء نے بھی وزیراعلیٰ پنجاب کو احتجاجی مراسلہ لکھا۔

☆ وزیراعلیٰ پنجاب کے سستی روٹی پروگرام اور مکینیکل تنور منصوبے کے باعث محکمہ خوراک 2012ء سے 80 ارب روپے کا مقروض چلا آرہا ہے اور سود کی ادائیگی کی مد میں سالانہ 9 ارب روپے ادا ہو رہے ہیں۔ سود کی ادائیگی کیلئے آٹا مہنگا کیا جاتا ہے۔ وزیراعلیٰ کے غلط فیصلوں کی سزا غریب اور قومی خزانہ بھگت رہا ہے۔ پنجاب حکومت 7 لاکھ ٹن گندم مخصوص تاجروں کے ذریعے سبسڈی دیکر ایکسپورٹ کرنے کا منصوبہ بنارہی ہے جبکہ 50 فیصد انتہائی غریب آبادی کو روٹی اور آٹا مہنگا مل رہا ہے اور سرپلس گندم گوداموں میں گل سڑ رہی ہے۔

☆ سال 2014ء کی پہلی ششماہی میں تعلیم، صحت کا ترقیاتی بجٹ صرف 17 فیصد ریلیز ہوسکا۔

☆ محکمہ صحت میں ڈاکٹرز کی 7 ہزار اور محکمہ تعلیم میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کی 22 ہزار اسامیاں خالی ہیں جو بیڈ گورننس کی بدترین مثال اور حکومت کی تعلیم اور صحت دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆ عوام کو بروقت اور مفت طبی امداد دینے والے ریسکیو 1122 کا رواں سال بجٹ 1650 ملین سے کم کر کے 1450 ملین کر دیا گیا، جس کے باعث سروس کی سہولت میں بتدریج کمی اور ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی میں بھی مشکل ہو رہی ہے۔

☆ ہمارے حکمرانوں کے بارے یہ تاثر پختہ ہو چکا ہے کہ موجودہ حکمرانوں کے نزدیک انسان نہیں پُل اور سڑکیں اہم ہیں۔ پنجاب حکومت کی نااہلی کے باعث رواں سال آلو، ٹماٹر، پیاز کی قیمتیں تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچیں اور ناجائز منافع خوری روکنے کیلئے حکومت کوئی حکمت عملی طے نہ کرسکی۔ حتی کہ چاول، گنے کے کاشتکار کا بری طرح استحصال کیا گیا اور انہیں ان اجناس کی پوری قیمت بھی نہیں ملی۔

☆ سیلاب کی تباہی کے شکار کسانوں کو آٹے میں نمک کے برابر بھی معاوضہ نہیں دیا گیا اور متاثرہ کسانوں نے حکومت کے خلاف مظاہرے کیے۔ شوگر ملوں کے مالک حکمرانوں نے گنے کے کاشتکار کا استحصال کیا، گنے کی قیمت نہیں بڑھائی جبکہ سرمایہ دار طبقہ کو فائدہ پہنچانے کے لئے چینی کی قیمت بڑھادی گئی۔ کسان اعلان کردہ قیمت وصول کرنے کیلئے صوبہ گیر مظاہرے کرتے رہے۔

☆ خوراک میں ملاوٹ کے واقعات خوفناک حد تک بڑھے حتی کہ مردہ اور حرام جانوروں کے گوشت کی فروخت میں اضافہ ہوا۔

☆ جعلی ادویات ساز فیکٹریاں پکڑی گئیں مگر سزا کسی کو نہیں ملی۔ گورنر پنجاب نے انکشاف کیا کہ پنجاب میں 700 زرعی ادویات بنانے والی کمپنیوں میں ساڑھے 6 سو جعلی ہیں، اس پر بھی حکومت نے کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

☆ جنوبی پنجاب کیلئے رکھی گئی رقوم تاحال 25 فیصد بھی جاری نہیں کی گئیں، جنوبی پنجاب کو ہر سال بری طرح نظرانداز کیا جارہا ہے۔ پنجاب حکومت کے امتیازی سلوک کے باعث جنوبی پنجاب میں انتہا پسندی بڑھ رہی ہے۔

پاکستان عوامی تحریک پنجاب کے صوبائی صدر بشارت جسپال، جنرل سیکرٹری پنجاب فیاض وڑائچ اور میڈیا سیکرٹری عبدالحفیظ چودھری نے کہا ہے کہ عوامی تحریک بہت جلد پنجاب کے ہر محکمے کی کرپشن، بیڈ گورننس پر بھی حقائق قوم کے سامنے لائے گی کہ کس طرح قوم کے خون پسینے کے جمع شدہ ٹیکسوں کی رقوم کرپشن اور لوٹ مار کی نذر ہو رہی ہیں۔

دہشت گردی کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کا ملک گیر احتجاج

سانحہ ماڈل ٹاؤن: پارلیمنٹ ہاؤس لندن (برطانیہ) میں تقریب کا انعقاد

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41

خوشخبری

6,00,000
کے سکالرشپس

Farid-e-Millat Scholarship Examination 2015

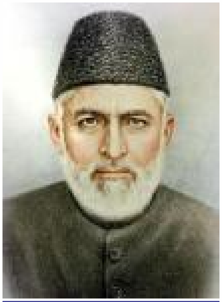

فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ

قواعد و ضوابط

- ☆ امتحان چہارم، پنجم، ہفتم، ہشتم کے سلیبس کے مطابق ہوگا۔
- ☆ رجسٹریشن فیس مبلغ -/200 روپے ہوگی۔
- ☆ رجسٹریشن کروانے کی آخری تاریخ 15 جنوری 2015ء ہوگی۔
- ☆ امتحان مورخہ 1 فروری 2015ء بروز اتوار ہوگا۔
- ☆ پیپر پانچ مضامین ریاضی، سائنس، جنرل نالج، اردو اور انگلش پر مشتمل ہوگا۔
- ☆ ہر مضمون 20 نمبر کا ہوگا جبکہ کل نمبر 100 ہوں گے۔
- ☆ امتحان آپ کے سکول کے قریب ترین سنٹر پر ہوگا جس کی اطلاع بذریعہ رولنمبر سلپ کردی جائے گی۔
- ☆ رجسٹریشن فارم Online فِل کرنا ہوگا جس کی تفصیل www.minhajbise.com پر موجود ہے بصورت دیگر ہماری ویب سائٹ سے فارم ڈاؤن لوڈ کرکے بذریعہ ڈاک ارسال کریں۔
- ☆ رجسٹریشن فیس بذریعہ Online ہمارے اکاؤنٹ نمبر (HBL)01970008354303 فیصل ٹاؤن برانچ لاہور میں مقررہ تاریخ سے قبل جمع کروائیں اور نیچے دیئے گئے نمبرز پر اطلاع دیں۔

شرائط

- ☆ ہر امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلاس چہارم، پنجم، ہفتم یا ہشتم میں پڑھ رہا ہو۔
- ☆ کامیاب امیدواران کے لیے 60% نمبر حاصل کرنا لازمی ہوں گے۔
- ☆ پیپر منہاج اور واکسن کے انگلش/اردو میڈیم نصاب کے مطابق ہوگا۔

ماہانہ سکالرشپ

چہارم، پنجم 400 روپے | ہفتم، ہشتم 500 روپے

100 Scholarships

مزید معلومات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔ 0321-4111213

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی (پاکستان)

آغوش کمپلیکس نزد سوک سنٹر ٹاؤن شپ لاہور Ph: 042-35114205-7, 03138888018
www.minhajbise.com